عرض تبصرہ نگار

لارڈ برکنہیڈ کے بیان ۷ جولائی ۱۹۲۵ء پر مین نے اسلئے تبصرہ لکھا ہی

کہ میرے اہل وطن اسبات کو بخوبی سمجھ لین کہ مدبران برطانیہ ہمارے تعلقات باہمی

اور ہمارے حالات اور ہماری کشاکش اور ہماری تمدنی تجارتی اقتصادی حالت سے

بے خبر نہین ہین - ہماری سیاسی زندگی کے ہر پہلو سے وہ آگاہ اور اُسپر

نہایت غور و خوض کی نظر رکھتے ہین، اور سب سے زیادہ ہماری باہمی رنج و عداوت

اور مذہبی جنگ سے ہر مدبر برطانیہ یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ یہ ملک واقعی حکومت

خود اختیاری ڈبرکنہیڈ نے

نہایت وضنا وسمجھا دیا ہے

اور مین نے ا کے ساتھ شایع

کیا ہے تاکہ اہل ملک اپنی زبان مین اس کو اچھی طرح سمجھ لین -

یکم اکتوبر ۱۹۲۵ء

حکیم برہم ایڈیٹر "مشرق" گورکھپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبصرہ

ہندوستان کے سیاسی، معاشرتی، تعلیمی اور عام حالات نیز مختلف و متضاد اغراض و مقاصد کے مسلسل تصادم اور اُنکی لاینحل گتھیون کو دیکھتے ہوئے ہمارا یہ ہمیشہ سے عقیدہ رہا ہے کہ ہندوستان مین برٹش گورنمنٹ کا وجود اس ملک کے فلاح و بہبود اور قیام امن کے لیئے بے حد ضروری ہے۔ برٹش گورنمنٹ خود بھی اسکو محسوس کرتی رہی ہے اور اب بھی کرتی ہے، مگر باوجود احساس کے کچھ عرصہ سے اُسکی طرز عمل مین ایسے تغیرات نظر آرہے تھے جو اس احساس کے منافی، خلاف اُصول اور خلاف مصلحت تھے۔

جنگ عظیم سے پہلے گورنمنٹ اپنے عقیدہ پر نہایت استقلال اور اُستواری کے ساتھ قائم رہی، اور اپنے فرائض اور ذمہ د

انجام دہی مین پوری قوت سے کام کرتی رہی، مگر جنگ کے پریشان کن اور تباہکن اثرات نے اُسکو اپنے مرکزِ ثقل سے ہٹا دیا۔ اُسکا یہ احساس تو ضرور قائم رہا کہ وہ ہندوستان کی محافظ اور امین ہے مگر عمل کا صحیح راستہ بھول گئی، جنگ کی شدت اور اُس سے جو انتشار پیدا تھا اُس نے اُسکو اس قابل نہ رکھا کہ ہندوستان جیسے "بعید از فہم" ملک مین جو مسائل اُسوقت رونما ہوئے اُن پر صحیح راے قائم کرسکے، اور بغیر سوچے سمجھے اُس نے شورش پسند جماعت کے سامنے سر تسلیم خم کردیا، باشندگان ملک کی اکثریت کی بالکل پروانہ کی گئی، اصلی حالات کی کوئی جانچ پڑتال، تفتیش و تحقیق عمل مین نہ آئی، مختلف اقوام اور مختلف جماعتون کے جذبات و احساسات کا پاس و لحاظ نہ کیا گیا، ایک قلیل التعداد جماعت کی بات مان لی گئی، جس کو ہندوستان کی اصلی زندگی سے کوئی تعلق نہ تھا اور جس کے خیالات و جذبات عام باشندگان ملک کی ہرگز نمائندگی نہ کرتے تھے، اور ہندوستانیون کو شریک حکومت بنانے کی پالیسی اختیار کرلی گئی۔

ہم یہ نہین کہتے کہ موجودہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے پاس ہونے سے پہلے کوئی تحقیقات نہین ہوئی، ہر شخص جانتا ہے کہ مسٹر مانٹیگو

آنجہانی خود ہندوستان تشریف لائے اور لارڈ چیمسفورڈ سابق وائسرائے ہند کی معیت مین تحقیقات کی، مگر یہ کب؟ ہندوستان کو حکومت خود اختیاری عطا کرنے کی پالیسی کے اعلان کے بعد، حالانکہ ضرورت اس امر کی تھی کہ پہلے واقعات اور حالات کی کافی تفتیش کر لی جاتی اُسکے بعد کوئی پالیسی اختیار کیجاتی۔ مسٹر مانٹیگو آنجہانی نے جو تحقیقات کی وہ اُس پالیسی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تھی جس کا پارلیمنٹ مین وہ اعلان کر چکے تھے، اسکا منشا ہرگز یہ نہ تھا کہ اگر نتیجہ خلاف ظاہر ہوا تو پالیسی بدل دی جائیگی، یا تعویق مین ڈال دی جائیگی، اعلان مین اسکی گنجائش ہی نہ تھی، گورنمنٹ بالکل مجبور تھی، اُس نے اپنے اعلان سے نہ صرف مستقبل بعید کے لئے خود کو پابند کر دیا تھا بلکہ حکومت خود اختیاری کی پہلی قسط فوراً عطا کرنے کا قطعی عہد کر چکی تھی جس سے وہ گریز نہین کر سکتی تھی۔

بہرحال، حالت اضطرار مین گورنمنٹ نے ایک زبردست غلطی کی جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ ایک طرف تو ملک کے نظم و نسق مین طرح طرح کی خرابیان پیدا ہون اور کثیر التعداد مفلوک الحال رعایا پریشان و تباہ ہو اور دوسری طرف شورش پسند جماعت کی حوصلہ افزائی اور اُسکے

مطالبات مین اضافہ ہو، مگر خداوند تعالی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ قبل اسکے کہ
ملک کو کوئی ناقابل تلافی نقصان پہونچائے اُسکی حکمت بالغہ نے دستگیری
کی، اور جن امور کے سمجھنے سے فہم انسانی قاصر تھی اُنکو منکشف کرکے حاکم
و محکوم دونون کو آئندہ کے لئے متنبہ کر دیا جس سے صاف پتہ چلتا ہے
کہ برٹش گورنمنٹ کا وجود ہندوستان کے لئے نہ صرف ضروری ہے بلکہ
مشیت ایزدی بھی یہی ہے کہ انگریز ہی اس ملک پر حکومت کرین، گورنمنٹ
آف انڈیا ایکٹ کے ساتھ ہی ایسے ایسے واقعات ظہور پذیر ہونا شروع
ہوئے جن مین شان الٰہی کے سوا کچھ نظر نہین آتا اور ان واقعات اور
اُنکے نتائج پر آزادانہ اور منصفانہ تنقید و تبصرہ کرنے کے بعد اسکے سوا کوئی
نتیجہ نہین نکل سکتا کہ ہندوستان کی حکومت کے لئے انگریزی قوم منجانب اللہ
مامور ہے، یہ لوگ اپنی قوت سے نہین حکومت کر رہے ہین بلکہ انکی
پشت پر وہ قوت ہے جس سے ہیثردہ ہزار عالم کا قیام و نظام وابستہ
ہے۔ اس کے آثار روز روشن کی طرح ظاہر ہین، صرف دیکھنے اور سمجھنے
کی ضرورت ہے۔

ہندوستان کے شورش پسندون نے جب کہا کہ گورنمنٹ نے امرِ فریب

مین آگئی تو فوراً وہ دو جماعتون مین منقسم ہو گئے، ایک جماعت نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی تائید کرنی شروع کی، دوسری اُس سے بیزاری کا اعلان کرنے لگی اور اس فکر مین ہوئی کہ کوئی ایسا موقع ہاتھ آئے جسکو آلۂ کار بنا کر اپنی قوت مین اضافہ کرے اور سارے ملک کو اپنا ہم آہنگ بنا کر گورنمنٹ پر دباؤ ڈالے اور اُسکو اس امر پر مجبور کرے کہ کامل حکومت خود اختیاری فوراً عطا کر دے، اُنکی یہ آرزو بھی پوری ہوئی اور فسادات پنجاب اور مسئلۂ خلافت نے وہ زرین موقع مُہیا کر دیا جس کے وہ خواہشمند تھے۔ پھر تو دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء سے فروری سنہ ۱۹۲۲ء تک جو واقعات ہوئے اُن سے ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے، ہر شخص مسٹر گاندھی کے پیچھے دوڑ پڑا اور ترک موالات کے بلا خیز طوفان نے سارے ملک کو اس سرے سے اُس سرے تک ہلا دیا، بالآخر دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء مین گورنمنٹ اور تارکین موالات کے درمیان ایک فیصلہ کن موقع پیش آتا ہے جبکہ لارڈ ریڈنگ عارضی صلح کے متمنی ہوتے ہین اور تارکین موالات "رونڈ ٹیبل کانفرنس" کی دعوت دیتے ہین۔ ہز اکسلنسی مع اپنے تمام ماتحتون کے مفاہمت کیلئے پورے طور پر تیار رہتے اور تارکین موالات کے ممتاز لیڈرون نے بھی

آمادگی ظاہر کردی تھی، مفاہمت ہونے مین کوئی کسر نہین رہگئی تھی، مگر
چونکہ مشیت الٰہی یہ نہین چاہتی تھی، اُسکو تو صرف اپنے کرشمے دکھانا اور
برٹش گورنمنٹ پر ہندوستان کو حکومت خود اختیاری عطا کرنے کی غلط
پالیسی کے نتائج ظاہر کرنا مقصود تھا، اس لئے مسٹر گاندھی نے کجرائی سے
کام لیا، اور ایسی شرطین پیش کین جنکے باعث کانفرنس منعقد نہوسکی، اور
کوئی سمجھوتہ نہ ہوسکا، اسکے بعد تحریک ترک موالات نے پہلے سے زیادہ
شدید اور قوی صورت اختیار کی اور قریب تھا کہ گورنمنٹ بالکل مغلوب
ہوجاتی، مگر عین اُسی نازک وقت مین ایک ایسی چیز پیدا ہوتی ہے
جس کو بجز فیصلہ الٰہی کے ہم کچھ نہین کہہ سکتے، یہ چورا چوری کا قیامت خیز
واقعہ تھا جس نے تحریک ترک موالات پر مُہر لگادی، یہ ایک ایسا واقعہ
تھا جو ازخود وقوع پذیر ہوا۔ نہ گورنمنٹ اسکے لئے تیار تھی، نہ تارکین
موالات، اس واقعہ نے ترک موالات کی تحریک پر ایسی مہلک ضرب
لگائی کہ وہ ہمیشہ کے لئے مردہ ہوگئی، مگر کچھ عرصہ کے انتشار کے بعد
نام نہاد قوم پرستون نے پھر اپنے کو دو جماعتون مین تقسیم کیا۔ ایک مُردہ
تحریک ترک موالات پر نوحہ خوانی کرتی رہی، دوسری نے کونسلون

مین گھس کر گورنمنٹ کا مقابلہ کیا، اس مقابلہ مین اُنکو بہت زیادہ کامیابی نہین ہوئی، تاہم اُنکی ہستی اثر انداز ضرور ثابت ہوئی، اور بنگال اور ممالک متوسط کے علاوہ جہان اُنھون نے گورنمنٹ کو بعض اہم معاملات مین شکست دی، تمام صوبون مین اُنکی قوت محسوس ہونے لگی، اور گورنمنٹ مجبور ہوئی کہ اُن سے مفاہمت کی سلسلہ جنبانی کرے، بالآخر لارڈ ریڈنگ کو وزیر ہند سے مشورت کرنے کی غرض سے انگلستان جانا پڑا، اور اُدھر والسرائے اور وزیر ہند مین گفتگو شروع ہوئی اور اُنکے ایما سے لارڈ لٹن قائم مقام گورنر جنرل اور مسٹر داس کے درمیان نامہ وپیام کا سلسلہ جاری ہوا۔ اس لئے کہ بقول لارڈ برکنہیڈ انگلستان مین جو گفتگو ہوتی تھی اُسکی اطلاع لارڈ لٹن کو بھی کیجاتی تھی اور لارڈ لٹن نے مسٹر داس سے مفاہمت کی جو کوشش کی وہ اسی دوران مین ہوئی، مگر قبل اسکے کہ کوئی فیصلہ ہوسکے مسٹر داس کا انتقال ہوگیا جو اس امر کی بین دلیل ہے کہ خداوند تعالی کو یہ منظور نہ تھا کہ ہندوستان مین برٹش گورنمنٹ کے اقتدار مین کمی ہو۔

مسٹر داس کی وفات سے سوراج پارٹی کا زور گھٹ گیا، گورنمنٹ نے اس موقع پر نہایت دانشمندانہ روش اختیار کی اور گوکہ پچھلی اور بنیادی

غلطی کی تلافی نہ کر سکی تاہم وہ سنبھل گئی اور حزم و احتیاط سے کام لے کر سوراجیون کی صدا پر لبیک کہنے اور حکومت خود اختیاری کی بقیہ منازل کی طرف عاجلانہ قدم بڑھانے سے اُس نے انکار کر دیا، ہم اس مدبرانہ طرز عمل پہ لارڈ برکنہیڈ اور لارڈ ریڈنگ کو مبارکباد دیتے ہین، اُنکی اصابت رائے، مستقل مزاجی، معاملہ فہمی اور نظر وسیع قابل داد و تحسین ہے، اُنکی صحت دماغی اور قوت فیصلہ نے ہندوستان کو تباہی و بربادی سے بچا لیا اور انگریزی قوم کے احساسِ ذمہ داری کا پورا پورا ثبوت دیدیا۔

پچھلے تین چار سال کے واقعات نے ہم کو گونہ مایوس کر دیا تھا اور ہم کو افسوس تھا کہ گورنمنٹ بلاوجہ اپنے کو کمزور کر رہی ہے مگر لارڈ برکنہیڈ اور لارڈ ریڈنگ کی تقریرون نے پھر ہماری امیدون کو تازہ کر دیا اور ہم کو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ سیاسیات ہند کے ہفت خوان کو طے کر کے گورنمنٹ دوبارہ اپنے صحیح راستہ پر آ رہی ہے، گو ابھی اپنی اصلی جگہ سے دور ہے، ان حالات کو دیکھتے ہوئے ہم کو نہایت پرزور الفاظ مین اور کامل یقین کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہندوستان کی حکومت کے لئے انگریزون کا تقرر منجانب اللہ ہے، نہ یہ از خود یہان سے ہٹ سکتے ہین، نہ

کوئی دوسرا اُن کو ہٹا سکتا ہے۔

مگر اب بھی گورنمنٹ کے نقطۂ نظر مین بہت کچھ ترمیم کی ضرورت ہے لارڈ برکنہیڈ شرکت عمل کی دعوت دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ اگر ہندوستانیون نے خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ "دوعملی" کو کامیاب بنانے کی کوشش کی تو بہت ممکن ہے کہ تحقیقاتی کمیشن ۱۹۲۹ء سے پہلے مقرر ہو جائے۔

ہماری راے مین نہ تحقیقاتی کمیشن کی ضرورت ہے نہ "دوعملی" یا کامل آزادی کی، یہ چیزین ہندوستان کے لئے بے حد مضر ہین، ہم اسکے بھی قائل نہین کہ "دوعملی" اصولاً ناقابل عمل ہے، البتہ اپنی موجودہ صورت مین بیشک ناقابل عمل ہے، تھوڑی سی ترمیم و اضافہ کے ساتھ نہایت آسانی سے کامیاب بنائی جا سکتی ہے، مگر ہندوستان مین نہین، یہانکی آب ہوا ایسی نہین ہے جو اس کو نشوونما دے سکے۔ یہانکے حالات حکومت خود اختیاری کی ہر صورت کے منافی ہین، اور بجاے نفع کے خطرہ عظیم کا اندیشہ ہے۔ مالی اور معاشرتی خرابیون کے علاوہ قومی اور مذہبی تفرقون کی وجہ سے یہ ملک اس قابل نہین ہے کہ یہان حکومت خود اختیاری کی بنیاد ڈالی جائے، اور جین، بودھ، عیسائی، پارسی، سکھ، برہمن

اچھوت وغیرہ کے باہمی مناقشون اور جھگڑون سے قطع نظر صرف
ہندو مسلم نفاق آزادی ہند کے ہر مسئلہ کا فیصلہ کر دینے کے لئے کافی ہے
ہندوستان کو حکومت خود اختیاری عطا کرنا ہندو راج قائم
کرنے کا مرادف ہے۔ مسلمان کم ہین، کمزور اور مفلوک الحال ہین، وہ
ہندوون کا مقابلہ نہین کر سکتے۔ مزید اختیارات کا تو ذکر نہین جو تھوڑے
بہت اختیارات گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء نے ہندوستانیون
کو عطا کئے ہین وہی مسلمانون کے حق مین بیحد ضرر رسان ثابت ہوئے
ہین، اُن کو ابنائے وطن کے ہاتھون بہت کچھ نقصانات اُٹھانے پڑے
ہین۔ ہندوون نے اُنکو چارون طرف سے گھیر لیا ہے اور اس زغہ مین
ہر ہندو شریک ہے۔ اگر با اختیار ہندو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی آڑ
پکڑ کر مسلمانونکے حقوق کو پامال کرتا ہے تو شدھی، سنگھٹن، ہندو سبھا
گو رکھشنی سبھا والے مذہبی حربون سے مسلمانونکی ہستی کو فنا کرنا چاہتے ہین
خود مسٹر گاندھی جو کچھ دنون پہلے ہندوون اور مسلمانونکے متفقہ اور
مطلق العنان لیڈر رہتے تھے آج مسلمانون کو کمزور کرنے کے لیے طرح طرح
کی تدبیرین اختیار کر رہے ہین، اور گو اُنکی کوششون کا پیرایہ نہایت

نازک اور لطیف ہے، مگر انکی اسکیم ہمہ گیر اور شدھی اور سنگھٹن والوں کی اسکیم سے زیادہ وسیع اور قوی ہے، سب سے زیادہ خطرناک شی جو اس وقت اُنکے دماغ میں ہے اور جس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ مسٹر داس کی یادگار کے طور پر "چرخہ سنگھٹن" قائم کرنا چاہتے ہیں، یہ کام شروع تو چرخے کے نام سے ہوگا مگر اسکا عملی پروگرام نہ صرف شدھی، سنگھٹن، ہندو سبھا وغیرہ جیسی تمام مسلم آزار جماعتوں کے اغراض مقاصد کا جامع بلکہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہوگا، اور اس میں مزید وصف یہ ہوگا کہ شدھی، سنگھٹن وغیرہ کی تحریکوں سے زیادہ اور زود اثر ثابت ہوگا۔ شدھی سنگھٹن وغیرہ میں مذہب کا نام ہے جو دائرہ عمل کو محدود کر دیتا ہے اور ہندو قوم کے اُن افراد کو جنکو مذہب کے مقابلہ میں سیاست سے زیادہ شغف ہے اور جو کم از کم زبان سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ وہ ملکی معاملات میں مذہبی تفریق کو گوارا نہیں کرتے اُن کو ان جماعتوں کے ساتھ ہو کر کام کرنے سے روکتا ہے۔ مگر مسٹر گاندھی کا چرخہ سنگھٹن کانگریس کی چیز ہوگی، اور کانگریس بظاہر ایک سیاسی جماعت ہے جس میں قومی یا مذہبی تفریق کو

دخل نہین، یہ اس سنگھٹن کا ایسا زبردست پہلو ہے جو ساری ہندو قوم کو اسکے اندر کھینچ لائیگا، اس سے اسکی قوت اور اثر اندازی کا نہایت آسانی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے اور مسلمانون کا جو حشر ہوگا وہ بھی ظاہر ہے، ان حالات کے ہوتے ہوئے یہ توقع کرنا کہ مسلمانان ہند آزادی ہند کے مسئلہ کی تائید کرین گے محض ایک طفلانہ خیال ہوگا، البتہ اگر آزادی ہند کی اسکیم مین مسلمانون کا پوزیشن اتنا قوی کر دیا جائے کہ آئندہ وہ اپنی اور اپنے حقوق کی آسانی سے حفاظت کر سکین تو وہ نہایت خوشی سے اسکا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار ہونگے۔

گورنمنٹ کو خوب یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمانون کے حقوق کو نظر انداز کرکے وہ اپنی کسی اسکیم مین کامیاب نہین ہو سکتی، مسلمانون کی سیاسی اہمیت کا اعتراف گورنمنٹ کی ہر پالیسی کا جزو لاینفک ہونا چاہئے مسلمان گو تعداد مین کم اور پریشان حال ہین مگر خوددار ہین اور اپنی اہمیت کا احساس رکھتے ہین، وہ اپنی ہستی کو فنا نہین ہونے دینگے، انکو پشت پر ڈالکر اور غیر مسلم اقوام کو ساتھ لیکر گورنمنٹ آگے نہین بڑھ سکتی۔

اسکے علاوہ ہندوستان مین مسلمانون ہی کی قوم ایک ایسی قوم ہے

جس پر گورنمنٹ پورا پورا بھروسہ کرسکتی ہے ۔ اس مین شک نہین کہ ترک موالات کے زمانہ مین مسلمانون کے ایک طبقہ نے گورنمنٹ سے بددل ہوکر اُس سے علیحدگی اختیار کی اور ہندوون کا ساتھ دیا ، مگر ۱۹۲۱ء والا طلسم ٹوٹ گیا ۔ اب مسلمان پہلے سے زیادہ بیدار ہوگئے ہین اب اُن کو ہندوون پر مطلق اعتماد نہین رہا ، اگر گورنمنٹ اُن سے اظہار مودت کرے تو وہ اُسکا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوجائین گے ۔ ہندوستان کی حکومت مسلمانون ہی نے انگریزون کے سپرد کی تھی اور اُنھین کی بدولت انگریزون کو اس ملک مین استحکام حاصل ہوا ، حکمرانی کے معاملہ مین ہندوستان مین علم و فضل ، تہذیب و تمدن کے لحاظ سے ساری دنیا مین انگریز مسلمانون کے جانشین ہین ، مزید برآن وہ اہل کتاب ہین اس لئے مسلمان اپنا فرض سمجھتے ہین کہ اور اقوام کے مقابلہ مین انکی پوزیشن کو قوی کرین بشرطیکہ وہ بھی مسلمانون کے جذبات اور پوزیشن کا خاطر خواہ پاس و لحاظ کرین ۔ انگریز اور مسلمان ہندوستان کی [illegible] پہلوؤن کی حیثیت سے اور دوستانہ و مخلصانہ طریق پر ملے ، انگریزون اور مسلمانون کا ساری دنیا مین پچھلی [illegible] کا ساتھ ہے ۔ اس لئے انگریزون

پر مسلمانون کا احترام واجبی اور لازمی ہے، انگریزون کو مسلمانون سے ہرگز بدظن نہونا چاہیئے، نہ انکو یہ خیال ہونا چاہیئے کہ مسلمانون کو انکی حکومت سے خواہ مخواہ کی مخالفت ہے، آج وہ مسلمانونکی دلجوئی کرنا شروع کرین پھر دیکھ لین کہ ہندوستان کے سیاسی معاملات کون سا رُخ اختیار کرتے ہین، مگر افسوس کہ انگریز اس حقیقت کو پورے طور پر محسوس کرتے ہوئے نظر نہین آتے، اول تو اب تک اُنھون نے مسلمانون کے ساتھ کوئی خصوصیت کا برتاؤ نہین کیا، بلکہ اورون کے مقابلہ مین اُن سے ہمیشہ بے اعتنائی برتتے رہے، دوسرے بعض اوقات اُنکی جانب سے ایسی حرکتین سرزد ہوتی رہتی ہین جو لازمی طور پر مسلمانون کی دل آزاری اور ملال کا باعث ہوتی ہین -

لارڈ برکنہیڈ کے بیان مین بھی اس مسلم آزار پالیسی کی جھلک موجود ہے، چنانچہ ہندو مسلم منافشات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لارڈ موصوف فرماتے ہین کہ "اگر ہم کل ہندوستان سے چلے آئین تو اسکا فوری نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندو مسلمانون مین جنگ شروع ہوجائیگی تاتین کرور جنگی قبائل جو سرحد افغانستان اور ہندوستان کے درمیان بستے ہین

اُن سے جو خطرات ہین اُنھین مین ایک طرف کر دیتا ہون ...." ہم کو
یہ فقرہ دیکھ کر بیحد افسوس ہوا ۔ اس سے مقصود صرف یہ ہے کہ ہندو
مسلمانون سے خائف رہین اور مسلمانون کو کچلنے کی جو کوششین وہ
کر رہے ہین اُن مین اضافہ کرین -

ہم صاف الفاظ مین کہدینا چاہتے ہین کہ اگر برٹش گورنمنٹ کے
ارباب حل و عقد اسی نظر سے کام لیتے رہے تو اسکا خمیازہ مسلمانون
کو کم ، گورنمنٹ کو زیادہ بھگتنا پڑیگا - لارڈ برکنہیڈ نے یہ فقرہ بلا وجہ
اور بلا ضرورت استعمال کیا - بلا ضرورت اس لئے کہ صورت حال مجبور
نہین کر تی تھی کہ ایسے فتنہ انگیز الفاظ خواہ مخواہ منھ سے نکالے جائین
اور بلا وجہ اس لئے کہ مسلمانان ہند کو سرحدی قبائل سے کبھی بھی
کوئی تعلق نہین رہا ہے ، سرحدی لوگ ہندو ، مسلمان ، عیسائی ، پارسی
انگریز ، ہندوستانی سب کو یکسان سمجھتے ہین ، وہ بندہ زر ہین حصول زر
کی فکر مین مذہب یا قوم کی تفریق نہین کرتے ، وہ مسلمانون پر بھی اُسی
طرح حملہ کرنے کے لئے تیار رہتے ہین جس طرح غیر مسلمون پر، اور افغانون
کے ساتھ بھی اُنکا وہی برتاو ہے جو ہندوستانیون ، انگریزون ،

اور دوسرے اقوام کے ساتھ۔

آخر میں ہم ایک مغالطہ کا ازالہ کرنا چاہتے ہیں جس میں گورنمنٹ اور رعایا دونوں پڑے ہوئے ہیں، اور نہ صرف ہندستان بلکہ ساری دنیا مبتلا ہے، جدید تہذیب و تمدن کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ انسان کے خیالات میں وسعت کے ساتھ ساتھ انتشار بھی پیدا کر دیتی ہے، انسان کا سیاسی تخیل اس اثر سے مستثنیٰ نہیں رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سیاسیات میں جہاں بہت سے صحیح اور مفید نظریے عالم وجود میں آئے وہیں بہت سے غلط اور مضرت رساں نظریے بھی قائم ہو گئے، جن کا وجود وہم اور شاعرانہ تخیل پر مبنی ہے۔ انھیں غلط نظریات میں سے ایک یہ ہے کہ "حکومت خود اختیاری انسان کا پیدائشی حق ہے" جس کی تائید نہ تاریخی واقعات سے ہوتی ہے نہ اصول فطرت سے، اور کوئی تیسرا طریقہ اسکی اصلیت کے جانچ کرنے کا ممکن نہیں۔

تاریخ کی شہادت یہ ہے کہ ہزاروں برس تک لوگ ایک یا چند اشخاص کے محکوم رہے، چین، جاپان، ایران، ہندستان

مصر، روس، فرانس، جرمنی، انگلستان، غرضکہ تمام دنیا کی تاریخ کی ورق گردانی سے صرف یہی ایک نتیجہ نکلتا ہے۔

حکومت خود اختیاری کو وجود میں آئے ہوئے تین چار سو سال سے زائد نہیں ہوئے۔ اب سوال یہ ہے کہ حکومت خود اختیاری کے پیدائشی طور پر مستحق وہی لوگ ہوئے جو اس تین چار سو سال کے اندر پیدا ہوئے یا اُن سے قبل کے لوگوں کو بھی یہ حق حاصل تھا؟ اگر یہ کہا جائے کہ اسلاف بھی یہی حق رکھتے تھے تو واقعات فطرت اسکی تکذیب کرتے ہیں، قدرت نے اس حق کی تائید نہیں کی، اور جس شے کی تائید سے قدرت انکار کرے اُسکی حقیقت ظاہر ہے، اور اگر یہ کہا جائے کہ نسل انسان کے جدید پود کو یہ حق یکایک حاصل ہو گیا، اسلاف اس سے محروم تھے تو یہ ایک دعوٰی مہمل ہے۔

مختصر یہ کہ تاریخی واقعات اس نظریہ کی تائید نہیں کرتے، خود ہندوستان کا یہ حال ہے کہ یہاں کے قدیم باشندے جب ارتقا کی اُس منزل پر پہونچے جہاں سے اسکی مدنیت کا آغاز ہوتا ہے تو سب سے پہلے شوہر، بیوی اور بچوں کی جماعت قائم ہوئی، شوہر خاندان کا حاکم ہوتا تھا

بیوی بچے اُسکے محکوم ہوتے تھے ، رفتہ رفتہ ہر خاندان خود بھی پھیلتا گیا
اور دوسرے خاندانون سے اُسکے تعلقات قائم ہوتے گئے ، جس کا نتیجہ
یہ ہوا کہ متعدد خاندانون نے مل کر ایک جماعت کی صورت اختیار کی ، اور
آپس مین متحد ہو کر رہنے لگے ، اور جماعت کا جو سب سے بزرگ شخص ہوتا وہ
تمام خاندانون کا حاکم ہوتا ، اور سب اُسکے مطیع و فرمانبردار ہوتے تھے ،
جب اور زیادہ ترقی ہوئی تو مختلف جماعتون نے ملکر ایک بڑا قبیلہ پیدا کیا
اور اس قبیلہ کا سب سے بزرگ شخص اُن تمام جماعتون کا سردار اور حاکم
اعلیٰ ہوتا تھا ، ابھی وہ مدارج نہین طے ہونے پائے تھے جہان سے
باقاعدہ حکومتون کی بنیاد پڑتی ہے کہ آریون نے حملہ کر دیا ، اور تمام
قبائل اور جماعتین اُنکی محکوم ہو گئین ، آریون کے بعد مسلمانونکا تسلط
ہوا اور خود آریہ مع تمام محکوم اقوام کے اُنکے مطیع و محکوم ہو گئے ۔
مسلمانونکے بعد انگریزون کی حکومت ہوئی ۔

یہ تو تاریخ کی شہادت ہوئی ۔ رہا اصول فطرت تو وہ یہ بتاتا ہے
کہ کوئی جماعت یا قوم حکومت خود اختیاری کی پیدائشی طور پر مستحق
ہو ہی نہین سکتی ، ہر حق کے لئے ایک ایسی شئے کی ضرورت ہے جس پر وہ

حق مبنی ہو، حق خود بخود نہین پیدا ہوتا۔ کوئی چیز ہوتی ہے جو انسان کو کسی چیز کا مستحق بناتی ہے۔ اور وہ چیز کوئی موروثی، وہبی یا کسبی خصوصیت ہوتی ہے، بغیر اس خصوصیت کے حق قائم نہین ہوسکتا، اسی طرح حکومت خود اختیاری کا حق عطا کرنے والے اسباب قوت، قابلیت اور صلاحیت ہین، سیاسیات مین پیدائشی حق کوئی حقیقت نہین رکھتا، اگر کوئی حقیقت رکھتا بھی ہے تو صرف یہ کہ جس حالت مین انسان پیدا ہو وہی اُسکا حق ہے، ہندوستانیون کی موجودہ نسل محکومیت کی حالت مین پیدا ہوئی ہے لہذا اُسکا پیدائشی حق یہی ہے کہ وہ محکوم رہے۔

اسلام نے جس نظام حکومت کی تلقین کی ہے اُسکی صورت زمانۂ حال کی حکومت خود اختیاری یا جمہوریت سے ملتی جلتی ہے مگر دونون کے اصول مین زمین و آسمان کا فرق ہے، اسلامی طرز حکومت انسان کے پیدائشی حق کے خیال خام پر مبنی نہین ہے، وہ زمانۂ حال کے معنون مین حکومت خود اختیاری نہین ہے، بلکہ حکومت الٰہی ہے، احکام ربانی اور احکام رسول کی حکومت ہے، اُسکی بنیاد انسان کے کسی فرضی حق پر نہین بلکہ اُسکی عبودیت اور بندگی کے فرائض پر ہے۔

بہرحال ہندوستانیوں کا یہ کہنا کہ حکومت خود اختیاری یا سوراج
ہمارا پیدائشی حق ہے محض ایک بے معنی فقرہ ہے۔ حکومت خود اختیاری
کیلئے قابلیت اور صلاحیت شرط ہے اور یہ چیزیں یہاں مفقود ہیں۔
پیدائشی حق حکومت بھول جانے کے بعد ایک بات اور بھی
قابل غور ہے۔

"کیا ہندوستان سلطنت برطانیہ میں برابر کا شریک ہے یا حصہ دار رہ
یا ہو سکتا ہے؟"

شریک تو اب تک نہیں ہے اور آئندہ بھی وہ اس لئے شریک
نہیں ہو سکتا کہ خود ہندوستان میں بڑی آبادی آرین کی ہے جن کو دعویٰ
ہے کہ ہندوستان ہمارا ہے، وہ خود غور کریں کہ آرین قوم میں کتنے فرقے
ہیں اور کتنے قومی تفرقے پڑے ہوئے ہیں، سارے ملک میں چھوت
اچھوت کے جھگڑے اتنے زبردست جھگڑے ہیں کہ وہی حکومت خود
اختیاری کی طرف قدم نہیں بڑھانے دیتے، آئرلینڈ اور السٹر کی مثال
ہندوستان میں ہندو مسلم معاملات پر صادق نہیں آتی، بلکہ آرین قوم
میں منوجی کی تقسیم کے موافق جو قومی تفریق عزت و وقعت کی بنا پر

کی گئی ہے وہی اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ یہان نہ کوئی پیدائشی حق آزادی حکومت کا دعویٰ کر سکتا ہے ، نہ یہ ملک برطانیہ عظمیٰ کے ساتھ شریک ہونے کے لئے تیار ہے - ۳۲ کروڑ کے قریب تمام ہندوستان کی آبادی ہے مگر ۳۲ کروڑ مین دس فی صدی بھی حکومت خود اختیاری کا مادہ نہین رکھتے کہ وہ تمام مذاہب تمام اقوام کو ساتھ لیکر حکومت کر سکین ، ہندوستان کی قدیم قومون کا نام ونشان اگر ہندوستان کی آبادی مین کوئی بتا سکتا ہے تو اُس سے آرین قوم کی رواداری اور خوبی حکمرانی کا پتا چل جائیگا -

لارڈ برکنہیڈ کو مسلمانون کی خوفناک قوم سے ہندوون کو مرعوب کرنے کی ضرورت نہین ہے - برٹش سلطنت کی بقا کے لئے صرف اسی قدر کافی ہے کہ یہان کی بڑی آبادی مین جسکو اپنی قوم اور اپنی تہذیب پر ناز ہے جو ساری دنیا کی معلم ہونے کا بھی دعویٰ کرتی ہے اسکو شاگردی کی بھی تمیز نہین کہ آج مغربی تہذیب شائستگی کا نام اپنی تعلیم گاہون مین بدنام کر رہی ہے -

اس موقع پر یہ لکھنا بھی مناسب خیال کرتے ہین کہ زمیندار

ایسوسی ایشن کے چیرمین جناب نواب محمد یوسف صاحب، ایم
ایل، سی رئیس اعظم جونپور نے ۲ ستمبر ۱۹۲۵ء کو الہ آباد مین ایسوسی ایشن
کے ایک جلسے مین اپنے سربرآوردہ راجگان، نوابان اور اولوالعزم
زمینداروں کے مجمع مین لارڈ برکنہیڈ کے بیان پر جو تقریر کی ہے اسکا ہر
فقرہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور اس مین انھون نے "مانٹیگو
چمسفورڈ اسکیم پر جو محاکمہ کیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہر شخص اسپر
غور کرے، جس وقت مسٹر مانٹیگو ہندوستان آرہے تھے صرف ایک ہم
ہی ہین کہ اصلاحات کے دئے جانیکی مخالفت "مشرق" مین ان وجوہ
پر کررہے تھے جس کا ذکر ہم نے اوپر کردیا ہے، اور ۱۹۱۷ء سے آج
کی تاریخ تک اسکی مخالفت ہم اس بناپر کررہے ہین کہ یہان برٹش حکومت
کے سوا کوئی قوم حکمرانی کی قابلیت نہین رکھتی ہے۔

مسٹر مانٹیگو جنگ عظیم کے فتنہ وفساد سے متاثر ہوکر اصلاحات
کی طرف متوجہ ہوگئے، وہ سمجھے کہ مسلمان بھی کانگریس کے اب شریک
ہوگئے ہین، حالانکہ مسلمانون کی شرکت محض گنتی کی تھی، جو مسلمان
کانگریس کی ہان مین ہان ملانے کو آگے بڑھے تھے انکی تعداد انگلیون پر

شمار ہوتی تھی، وہ قوم کے قائم مقام نہ تھے، قوم کے قائم مقام ہونکے وفود
پر مسٹر مانٹیگو نے غور ہی نہین کیا، مسٹر مانٹیگو خوف کھا کر اصلاحات کیطرف
راغب ہوگئے، انکو یہ معلوم نہ تھا کہ اس ملک مین "پھوٹ" ایک
بے مثل میوہ ہے جس نے آرین مین نہ کبھی کھچڑی ہونے دی، نہ مسلمانون
کی حکومت مین کبھی اتفاق پیدا ہونے دیا، آج ہم دیکھ رہے ہین کہ ہندوستان
مین صرف ایک ہماری آواز ایسی تھی جو اسوقت دوست و دشمن سب یہ
کہلا رہی ہے کہ "مشرق" نے جو رائے قائم کی تھی وہی ظاہر ہو رہی ہے
اور جناب نواب محمد یوسف صاحب نے اپنے فرقہ زمینداران صوبہ
آگرہ کی طرف سے جو صدا بلند کی ہے اسکا ماحصل بھی یہی ہے کہ
اس ملک مین نہ اتفاق ہے نہ اس ملک کے لیڈر ہر طبقے کی نیابت
کرسکتے ہین، اور جناب نواب صاحب کی یہ رائے بہت صحیح ہے جو
انھون نے لیڈرونکے متعلق ظاہر کی ہے:

ہم جناب نواب صاحب کی تقریر صدارت کو اس موقع پر
درج کر دینا ہی مناسب خیال کرتے ہین، اور امید رکھتے ہین کہ
اسپر اچھی طرح غور کیا جائیگا -

اس ملک میں صرف مسلمان ہی ڈرنے کی چیز نہیں، برہمن، غیر برہمن، اچھوت، غیر اچھوت، چھتری، کایستھ، ویش، جین، اور خدا جانے کون کون فرقے سب باہم متضاد خیالات مذہبی اور قومی رکھتے ہیں اور سب برسر جنگ رہتے ہیں، مسلمان تو صرف اسپر تمسک کرتے ہیں سہ

میں بھی اگر ہندو ہوں تو کچھ ایسا ضرر نہیں
دنیا ہو یا رب، اور مرا بادشاہ ہو

خطبۂ صدارت

عالی جناب نواب محمد یوسف صاحب بار ایٹ لا ایم ایل سی

ہمارے برادران ہندوستان! آپ تسلیم کریں گے کہ ہم لوگ ایک بڑی
سیاسی جنگ سے گزر رہے ہیں، اور کوئی شخص جو اپنے دل میں ہندوستان
کے اعلیٰ مقاصد رکھتا ہو اپنی سچی ایماندارانہ رائے کے ظاہر کئے بغیر خاموش
نہیں رہ سکتا کہ ہندوستان کی سیاسی ترقی کا سب سے مشکل مسئلہ دیگر مختلف
قوموں کے مختلف مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم آہنگی کے ساتھ حل
کیا جا سکتا ہے۔ میں غور و خوض کے بعد لارڈ برکنہیڈ وزیر ہند کے اس اہم
بیان کے متعلق جو انھوں نے پارلیمنٹ میں دیا ہے اپنے چند خیالات کا
اظہار کرتا ہوں۔ میں نے اخبارات کے ایک حصہ کی تنقیدات کو پڑھا
ہے اور ہندوستان کے بعض نہایت ترقی یافتہ لیڈروں کی یاس انگیز
بیانوں کو بھی سنا ہے۔ بحیثیت چیرمین نیشنل ایگریکلچرسٹ پارٹی صوبہ آگرہ کے
میں اپنی رائے کے اظہار سے سکوت نہ کرتا، اگر مجھ کو یہ معلوم ہوتا کہ ہندوستان

کے متعلق ایسے اہم اور ضروری بیان پر کافی روشنی ڈالی جا چکی ہے،
لیکن مین نے کہا ہے کہ وہ تقریر صرف ایک نقطۂ نظر سے دیکھی گئی ہے
یعنی یہ کہ بے قرار قومی تحریک کے نقطۂ نگاہ سے جو بجز انقلاب ترغیب
اور کمزوری کے اس تقریر مین اور کچھ نہین دیکھتی۔ بالفاظ دیگر اسکی نگاہ
مین یہ ایک انقلاب پیدا کرنے والا بیان ہے جو ہندوستان کے لئے
نہ اہم ہے اور نہ ضروری یعنی یہ ایک عجیب قسم کا ادبی بیان ہے جسمین
خفیہ دھمکیون کی ترغیب، جھوٹی ہمدردی اور پر تاخیر حکمت عملیون کے
شائبے پائے جاتے ہین، لیکن اگر اس تقریر کو غیر جانبدارانہ مگر تنقیدی
نظر سے دیکھا جائے تو اس مین ایک سچی اصلی اور سب سے بڑے فائدہ
کی بات ہندوستان کے لئے پائی جاتی ہے، اس مین ایک سچائی کی گرمی
ہے اس لئے اس تقریر پر تنقید کرنے کے لئے چند باتون کا یاد رکھنا نہایت
ضروری ہے، یعنی یہ کہ لارڈ برکنہیڈ کی ایک نہایت ہی عظیم الشان
ہستی ہے اور وہ ایک شخص عجیب المثال ذہنی قابلیت رکھنے والے
ہین جو اپنے جلیل القدر عہدہ وزارت ہند پر بغیر گہرا اور ایک خصوصی اثر
ڈالے ہوئے نہین رہ سکتے۔ موصوف کو جو فکر اپنے دوران عہد مین ہندوستان

کی آئینی تاریخ مین ایک نمایان مثال قائم کرنے کی ہے وہ انکی تقریر سے صاف طور پر واضح ہے، ایک اعلیٰ دماغ رکھنے والے شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ کچھ ایسا کام کر جائے جو اُسکے بعد تاریخ مین زندہ رہے۔

وزیر ہند کی اعلیٰ دماغی قابلیت کی مثال مین ممدوح کی وہ تقریر قابل مطالعہ ہے جو انھون نے آنجہانی مسٹر ماٹیگو کی شان مین کی تھی، وہ ایک زبردست شخصیت رکھتے ہین، لیکن ہمین اس بات کو نہ بھول جانا چاہئیے کہ اسوقت کنسرویٹیو گورنمنٹ برسر اقتدار ہے، اور عام انگریز جو ہندستان کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہین وہ انقلابی اثرات سے جو اسوقت انگلستان مین کام کر رہے ہین بہت زیادہ متاثر ہو چکے ہین اور خود ہماری غلطیون اور ناعاقبت اندیشیون سے جو ہندوستان مین ہم سے سرزد ہوئی ہین قوت پکڑ چکے ہین۔

یہ بات ضرور یاد رکھنے کی ہے کہ کوئی وزیر ہند وزارت برسر اقتدار کے خلاف یا انگلستان کی عام رائے کے خلاف نہین جاسکتا اس لئے لارڈ برکنہیڈ کا کام نہایت مشکل ہے، یعنی یہ کہ اُنھین اپنی ذمہ داریون کو ہندوستان اور پارلیمنٹ دونون کے ساتھ انجام دینے کے لئے وزارت اور

انگلستان کی عام رائے کو اپنے موافق کرنیکی ضرورت پڑتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ کیونکر اس مقصد کو حاصل کرسکتے ہین، وہ اپنے مقصد کو صرف اس طور پر حاصل کرسکتے ہین کہ اپنی پالیسی اور اپنے مقاصد کا اعلان کرین اور وزارت اور عوام کو اپنی دانشمندی اور اپنے تدبر کا یقین دلاکر ان کی ہمدردی حاصل کرین، وہ ایسا کررہے ہین اور اُن کو انگلستان کی عام رائے کے ساتھ چلنا پڑیگا، قبل اسکے کہ وہ اسکو اپنا ہمرائے بنالین کہ وہ بالاتفاق اُن کی اس پالیسی کی تائید کرے جو ہندوستان کی آئینی ترقی کے لئے عنقریب آئندہ پیش کرنے والے ہین -

اب یہ دیکھنا چاہئے کہ انگلستان کی عام رائے کیا ہے؟ اس مین شک نہین کہ وہ خوشی سے اس امر کے موافق ہے کہ ہندوستان بالآخر سلطنت مین برابر کا شریک دار بنادیا جائے، لیکن اسکو پس وپیش اس امر کا ہے کہ کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے؟ اور ہندوستان کو اُسکے آخری شاندار مقصد تک یعنی ملک کو حکومت خوداختیاری تک پہونچا دینے کے لئے کن کن منازل کو طے کرنا ہوگا؟

شبہے، بے اعتباری، عدم اخلاق، تلخ خیالات جو ہندوستان

اور انگلستان دونوں میں آجکل چپقل رہے ہیں وہ اس بات کے
ذمہ دار ہیں کہ دونوں ممالک کی عام رائے کو یکسو اور ایک خیال نہیں
ہونے دیتے ، انگلستان میں بھی رائے کافی قوت پکڑ چکی ہے -
ہندوستان کے آئینی مسئلوں سے متعلق جو پارلیمنٹری تحقیقات ١٩٢٧ع
میں ہونے والی ہے اُسکے قبل ریفارم کی کسی مزید توسیع کا دیا جانا بیفائدہ
ہے کیونکہ یہ قبل از وقت ہوگا - ثانیاً بحالت عدم خلوص بیکار ہوگا -
اور اس سے مقصد مطلوبہ حاصل نہ ہو سکیگا -

ہندوستان کے سچے بہی خواہ بھی اپنے جذبات میں کچھ ٹھنڈے
پڑ رہے ہیں اور اپنے پوزیشن کی غیر موزونیت اور دقتوں کو محسوس
کرتے ہیں ، اس لئے اس امر کے خلاف کہ لارڈ برکنہیڈ کا کام جس کو
وہ انجام دینا چاہتے ہیں نہایت ہی مشکل ہے ، اور اسپر کوئی تقریر
نہیں کیجا سکتی -

انھوں نے ہندوستان کے لیڈروں سے خلوص اتحاد عمل
اور محبت کی اپیل کی ہے ، اس لئے ہندوستان کے لیڈروں کو
چاہئے کہ وہ وزیر ہند اور انگلستان کے عام باشندوں کے سامنے

ان باتون کو پیش کرین ، اور پھر آپ دیکھین گے کہ ان سے کیا کیا فائدے حاصل ہوئے -

اس مین شک نہین کہ برطانیہ کی پالیسی پر مختلف موقعون پر شبہات اور بے اعتباری ہوئی اور اس مین شک نہین کہ ہمارے تجربات تلخ ہین ، لیکن ہمین ایک دفعہ اور کوشش کرنا چاہئے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ ابکی دفعہ کیا ہوتا ہے - سیاسیات مین کیا ناممکن ہے اور کیا مشکل - ایک روز ایک بات ممکن اور قابل العمل معلوم ہوتی ہے اور دوسرے روز اس کے خلاف ، حقیقت یہ ہے کہ سیاسیات کی انتہا نہین -

مین اُن لوگون سے اتفاق نہین کرسکتا جو یہ راے رکھتے ہین کہ ہم کو حکومت خود اختیاری کے حاصل کرنے کے لئے انگلستان کی ہمدردی اور اتحاد کے حاصل کرنے کی ضرورت نہین ہے ، ہر قوم جو آزادی کے لئے جد وجہد کر رہی ہے ، اسکو ساری دنیا کی ہمدردی اور اخلاقی تائید کی ضرورت ہے ، چہ جائیکہ اس قوم کی ہمدردی اور تائید کی ضرورت کہ جس سے وہ اپنی آزادی

حاصل کرنے کی سعی کر رہی ہو۔

ملک کی آزادی حاصل کرنے کے لئے صرف دو طریقہ ہیں، ایک قوت کے ذریعہ سے، یا بالفاظ دیگر انقلاب سے۔ اور دوسرا تمام دنیا کی قوت اپنے ساتھ مجتمع کر لینے سے جو کوئی رکاوٹ نہ پیدا ہونے دیگی، اگر اپنے مقصد مطلوبہ کے حاصل کرنے کے لئے ہر آئینی اور پر امن طریقہ اختیار کیا جائے۔ یہ بات تسلیم کیجائے گی کہ کوئی انقلابی طریقہ ہندوستان کو فائدہ نہیں پہونچا سکتا، دراصل ایسے طرز عمل سے ہندوستان کے بہترین اور اعلیٰ مقاصد کو مستقل نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے، یہ بات صرف آئینی اور پر امن طرز عمل سے حاصل ہو سکتی ہے کہ آپ لوگ دنیا کی اخلاقی قوتوں کو اپنے مقصد کے لئے حاصل کریں، اور ایسی زبردست قوت اپنے ملک کے اغراض کے لئے بہم پہونچائیں کہ جو اس قوم پر اپنا اثر ڈالے بغیر نہ رہے جس سے آپ اپنے حقوق کے حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دنیا کی یہ قوتیں آپ کے لئے کس قدر

اہم ترین ہیں، کیونکہ یہی قوتیں زمانۂ حاضرہ میں کسی ملک کی فوجی قوتوں سے بھی زیادہ اپنا سکہ جما سکتی ہیں۔ بیسویں صدی نے ثابت کر دیا کہ بین الاقوام اخلاقی قوتیں ان قوتوں سے کہیں زیادہ بہتر ہیں۔

ان چند ابتدائی تنقیدوں کے بعد اب میں وزیر ہند کی تقریر کے خاص حالات پر غور کرونگا۔ یہ بات قابل شکر ہے کہ لارڈ برکنہیڈ نے اپنی کسی پالیسی کی ترتیب کا التوا اسوقت تک کے لئے کر دیا جب تک کہ وہ ہندوستان کی آئینی جماعت یعنی لیجسلیٹیو اسمبلی کی رائے کی صحیح تحقیق نہ کرلیں، وہ اپنے دماغ کو پورے طور سے پاک وصاف رکھتے ہیں اور لیجسلیٹیو اسمبلی یا دیگر چھوٹی جماعتوں کی رائے پر پورے طور سے غور کرنے کے بغیر آئینی ترقی کی پالیسی کی تنظیم نہ کریں گے۔

اس موقع پر میں اپنی جماعت یعنی زمینداروں کے شکریہ کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو ہم لوگ اس اعلان پر محسوس کر رہے ہیں کہ گورنمنٹ کی آئندہ پالیسی کا یہ ایک خاص حصہ ہوگا کہ وہ

خاص مرکزی زراعتی نظام قائم کریگی جو مختلف صوبون کیلیئے اس شعبہ مین عملی طور پر بہت کارآمد ہو گا، اور نہایت عمدہ طریقہ پر زراعتی تحقیقاتی کام اور زراعتی تعلیم کے اسباب بہم کریگا، جو زراعت پیشہ جماعت کے لئے بیحد مفید ہو گا، وزیر ہند نے اپنی تقریر مین یہ ظاہر فرمایا ہے کہ "مجھکو یہ امید ہے کہ مین اپنے عہد حکومت مین اس جماعت کی مزید ترقی کے لئے ایک حوصلہ افزا طاقت پیدا کرسکونگا" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ممدوح زمینداروں اور کاشتکارون کے ساتھ بہت بڑی ہمدردی رکھتے ہین - ذیل کے الفاظ سے واضح ہوگا کہ ممدوح نے آنجہانی مسٹر ماٹنیگو کی یادگار مین کیا فرمایا ہے -

"اب بعد وفات مسٹر ماٹنیگو مین اُنکے اعلیٰ خیالات اور جرأت کی تعریف نہایت ادب اور احترام سے کرتا ہون - وہ ہندوستان کے سچے دوست تھے اور مین یقین کرتا ہون کہ اس ملک مین اُن کا نام فراموش نہ کیا جائے گا"

اس سے ممدوح کے دماغی رجحان کا حال جو وہ ہندوستان کے ساتھ رکھتے ہین صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے اور ہم کو معلوم ہوتا ہے

کہ اگر انکے امکان مین ہوگا تو وہ بھی ہندوستان کیلئے کوئی کام قابل یادگار
کرینگے ، یہ بھی قابل غور ہے کہ وہ خود خاص طور پر استبدادی حکومت کے
دلدادہ نہین ہین ، اور اگر جماعت متعلقہ کے موزون کوئی بدل ہو سکیگا
تو اُنھین اُسپر لحاظ کرنے مین ذرا پس و پیش نہوگا - انھون نے اپنی
تقریر مین گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے دیباچہ کا حوالہ دیا ہے جو اسطرح
پر ہے کہ " پارلیمنٹ کا ہر فعل ایسے معاملات مین اُن لوگونکے اتحاد عمل
پر مبنی ہونا چاہیے کہ جنھین ملازمتونکے جدید موقعے عطا ہونگے ، اور جس
حد تک یہ بات پائی جاسکے کہ اُنکی ذمہ داری پر بھروسہ کیا جاسکے " اسی
دیباچہ کے انھین الفاظ کی بنا پر ہندوستان کے مختلف سیاسی
جماعتون کے لیڈرون سے ممدوح نے اتحاد عمل کا اپیل کیا ہے اور
اس امر مین اُن سے مدد چاہی ہے کہ ایک ایسی پالیسی وجود مین
لائی جاسکے جو دیباچہ کے منشا کے موافق ہو اور پارلیمنٹ اُسے
قبول کرسکے ، وزیر ہند نے اسبات کو کافی طور پر ظاہر کردیا ہے کہ وہ پارلیمنٹری
تحقیقات کیلئے سنہ ۱۹۲۹ع ہی کو کوئی خاص وقت نہین سمجھتے بلکہ انھون نے
ہندوستان کے لیڈرون سے بالفاظ ذیل اپیل کی ہے کہ :-

"ہم آپ سے محبت کی خواہش کرتے ہین اور درخواست کرتے ہین اور یہ اطمینان دلاتے ہین کہ ہم بھی اپنی طرف سے محبت مین بخل نہ کرینگے، اگر آپ فیاضی سے ہمارے ساتھ اظہار دوستی کرین جو ہمارے دلون کو بہت عزیز ہے۔"

ممدوح نے ظاہر فرمایا ہے کہ یہ مؤثر اپیل اس غرض سے کی ہے کہ وہ پارلیمنٹ اور انگلستان کے عوام کے سامنے جو آجکل مختلف خیالات کی بنا پر اثر قبول کر چکے ہین ہندوستان کے مقصد کی وکالت کرنے مین اپنے ہاتھون کو مضبوط کر سکین۔

مجھے لارڈ برکنہیڈ کی اس راے سے اتفاق نہین ہی کہ ڈارکی اپنے تمام نقائص کے ساتھ ایک عرصہ تک قابل العمل ہو یا کامیاب بھی ہو بلکہ میری راے مین لازمی ہے کہ یہ ناکامیاب ہو۔ اس مین اسقدر ذاتی عیوب ہین کہ انتہائی اتحاد عمل کے ہوتے ہوئے بھی یہ کامیاب نہین ہو سکتی۔ ممکن ہے کہ ضروری اتحاد عمل کیساتھ یہ اُسوقت تک قائم رہے جبکہ سنہ ۱۹۲۹ع مین پارلیمنٹری تحقیقات کیجائے، بہرحال ایک قوم کی زندگی مین کہ جو حکومت خوداختیاری کے لئے جد وجہد کر رہی ہو، چندسال کی دیر کوئی دیر نہین ہے، یہ بات نہایت اہم اور ضروری

ہے کہ آئندہ ہونے والی اصلاح سے عوام کی دلی خواہش بھی پوری ہو جائیگی، اور ساتھ ہی ساتھ چھوٹی جماعتون کے حقوق کی بھی پوری نگہداشت کیجائے گی۔

ہم زمینداران ملک کی صوبہ وار حکومت خود اختیاری حاصل کرنے کے عام مطالبہ کی پوری تائید کرتے ہوئے صدائے احتجاج بلند کرتے ہین اور کھلے طور پہ ظاہر کر دینا چاہتے ہین کہ کوئی اسکیم صوبہ وار حکومت خود اختیاری کے لئے جو مرکزی آئین مین کوئی تبدیلی پیدا کرے زمینداروں کو منظور نہو گی، تاوقتیکہ خود اُنکے حقوق کی محافظت کے لئے جدید قانون مین مناسب طور پہ لحاظ نہ کیا جائے۔

صوبہ کی کونسلون مین اور مرکزی آئینی جماعتون مین علاوہ اُن حقوق کے کہ جو انھین عام انتخابات مین حاصل ہین نیابت کے لئے مناسب طور پر حق حاصل ہونا چاہئے جو وہ اس زراعتی ملک مین بلحاظ اپنی اہمیت کے اب تک رکھتے ہین۔

یہ بات نہایت شکر گزاری کے قابل ہے کہ ہم لوگ ملک کی تمام

آئینی جماعتوں میں باعتبار تعداد و عملی طور پر بہت بڑا اثر رکھتے ہیں لیکن ممکن ہے کہ یہ ہمیشہ قائم نہ رہے اس لئے اسبات کی اشد ضرورت ہے کہ زمینداروں کو علیحدہ کافی حقوق نیابت عطا فرمائے جائیں تاکہ وہ کل قانونی مجالس میں اپنی راے کا غلبہ حاصل کرسکیں، ہم زمیندار اس بات کو بھی ظاہر کردینا چاہتے ہیں کہ ہمیں صوبہ وار حکومت خود اختیاری کی اسکیم کی تائید کرنے میں کسی قدر تامل ہو رہا ہے، کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ قانون اور حکومت بھی منتقلہ صیغوں کے سپرد ہو جائے گی۔ بہرکیف صوبہ وار حکومت خود اختیاری کے قائم ہونے میں ہم کوئی رکاوٹ نہ پیدا کرینگے بشرطیکہ ہماری چھوٹی مگر اہم جماعت کے حقوق کی مناسب نگہداشت کیجائے۔

میں نے اپنے خیالات کو تقریر کے محض نہایت اہم حصوں تک محدود رکھا ہے۔ میری راے میں اس سے کوئی فائدہ نہوگا۔ اگر میں ہر اُس مسئلہ پر تنقید کروں جس کا ذکر لارڈ برکنہیڈ نے کیا ہے تو عام طور پر میں یہ کہونگا کہ وزیر ہند کے بہت سے خیالات کے جو انھوں نے اپنی تقریر میں مختلف مسائل کے متعلق بیان کیا ہے مجھے ہمدردی

نہین ہے ۔ مین سمجھتا ہون کہ دیگر مسائل کو بمقابلہ اُن ضروری مسائل کے
جو ملک کی آئینی ترقی سے تعلق رکھتے ہین کوئی اہمیت نہین ہے۔
اگر ضروری اتحاد عمل سے جس کے لئے وزیر ہند نے اپیل کیا
ہے ہماری سیاسی ترقی کے لئے صحیح راستہ حاصل ہو جائے ، اور
اگر اسکے ذریعے سے پارلیمنٹ کی متفقہ ہمدردی حاصل کرسکین تو مین
یہ عرض کرنے کی جرأت کرونگا کہ ہم سب کو اپنے وطن کے اعلیٰ
اور بہترین مقاصد کے حاصل کرنے مین پورا اتحاد عمل کرنا چاہئے۔
ہمارے خیالات کی نزاکت کہ ہم اپنی آئندہ ترقی کو اتحاد عمل
پر مشروط رکھتے ہین ، خواہ کچھ بھی ہو مگر یہ سچائی سے تسلیم کرنا پڑے گا
کہ اگر ہم پارلیمنٹ کی تائید اور ہمدردی حاصل کرنا چاہتے ہین تو ہمین
اتحاد عمل ضرور کرنا چاہئے ، انگلستان کے لوگ یا پارلیمنٹ کے
ممبرون کا ایک بہت بڑا حصہ یہ دلیل پیش کرسکتا ہے کہ ہم کوئی
فعل ایسا نہین کرنا چاہتے جو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے منشائ
کے خلاف ہو ۔ اور یہ کہ ہندوستان کے لوگ اتحاد عمل نہین کرتے
اور نہ کوئی اظہار محبت ، اس لئے ہم لوگ ریفارم کی کسی مزید قسط

دئے جانے کے متعلق غور کرنیکی ضرورت نہین سمجھتے۔

بہ لحاظ ان حالات کے مین بلا خوف یہ کہنے کی جرأت کرونگا
کہ اگر ہم ریفارم کی قسط مزید کے حاصل کرنے کے مسئلہ پر سنہ ۱۹۲۹ء تک
پورے طور پر غور کئے جانے کا انتظار کرین تو کچھ مضرت رسان ہوگا
اس درمیان مین یہ مناسب ہوگا کہ ہم صوبہ وار اور مرکزی آئینی حکومت
کے متعلق غور وخوض کرتے ہین اور کسی ایسی اسکیم کو پیدا کرنے کی
فکر کرین کہ جو ہندوستان کی تمام جماعتون کے لئے قابل قبول
ہو۔ بہرکیف اگر متفقہ اتحاد عمل اور محبت کے ذریعہ سے ہم پارلیمنٹ
اور انگلستان کے حکام کی ہمدردی اس امر کے متعلق حاصل کرسکین
کہ تحقیقات سنہ ۱۹۲۹ء سے پہلے عمل مین لائی جائے تو اس سے
زیادہ بہتر اور کچھ نہین ہوسکتا۔

لیکن مین سمجھتا ہون کہ غالباً یہ بہتر ہوگا کہ ہم سنہ ۱۹۲۹ء تک
انتظار کرین قبل اسکے کہ کوئی پارلیمنٹری تحقیقات کیجائے۔ کیونکہ
ہمین بہت سے ایسے مشکل مسائل کا مقابلہ کرنا ہے کہ جو خصوصیت
سے ملک کی چھوٹی جماعت سے تعلق رکھتے ہین۔

ہندوستان کی مختلف سیاسی تحریک اور خیال کے لیڈرون کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ مل کر ریفارم کی ایک اسکیم بنائین کہ جو بلا کسی پس و پیش کے کل متعلقہ جماعت کے لئے موزون ہو۔

آخر مین ایک مرتبہ اور لارڈ برکنہیڈ کے حضور مین زمیندارون کی طرف سے اس امر پر اظہار شکریہ کرونگا کہ اُنھون نے ہندوستان کی اس بڑی جماعت کی فلاح و بہبود کے متعلق اظہار دلچسپی فرمایا ہے کہ جس مین زمیندار اور کاشتکار شریک ہین۔

(محمد یوسف)

لارڈ "برکنہیڈ"
کی
تقریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مائی لارڈس!

یقیناً میرا فرض اولین یہ ہے کہ میں اُس نہ بردست صبر وتحمل کا شکریہ ادا کروں جو ایوانِ ہذا اور دیگر مقامات پر دکھایا گیا، اور جس کے کام لیکر مجھ کو آٹھ ماہ تک اس منصب رفیع پر قائم رہنے دیا گیا۔ باوجودیکہ میں نے اب تک پارلیمنٹ میں کوئی اہم بیان پیش نہیں کیا ان غیر معمولی عنایات بے غایات کے لئے میں ممنون احسان ہوں، اول تو اپنے شریف دوست "ارل ولیہ" کا جو متواتر اس سوال کو معرض التواء میں ڈالتے رہے جو اُنکے نام کے سامنے

درج تھا، دوسرے تمام لارڈ صاحبان کا، اور تیسرے بلاکم وکاست دارالعوام کے اُن ارکان کا جو اس قدر صبر و ضبط کا اظہار فرما چکے ہین، اگر اس امر پر مین کسی راے کے اظہار کی جسارت کرون تو میرے خیال مین ہر دو ایوانہاے پارلیمنٹ نے اس معاملہ مین دانشمندانہ ضبط کا اظہار کیا ہے۔

حکومت ہند کی ذمہ داری اس قدر وسیع ہے اور مسائل اس قدر عجیب و غریب اور پیچیدہ ہین کہ کوئی ذہن خواہ وہ نئے معاملات کو سمجھنے مین کتنا ہی تیز ہو، یا اُن پر عبور حاصل کرنے مین کتنی ہی دماغ سوزی کرے، کئی ماہ کی سعی نامشکور کے بغیر کوئی عمدہ نتیجہ پیدا کرنے کی توقع نہین کرسکتا، میرا خیال ہے کہ ایوان پارلیمنٹ نے مہربانی سے کام لیکر جس قدر وقت مجھکو دیا مین نے اُس کو بالکل فضول ضایع نہین کیا۔

جس کام کے کرنے کی آج مجھ سے قدرتاً توقع کیجائیگی،

یعنی ہندوستان کی عام صورت حال پر تبصرہ، مجھے امید ہے کہ
مین اُس کے انجام دینے کی بہترین کوشش کرونگا۔ ایسے تبصرہ
مین مالی، تجارتی اور سیاسی جملہ امور آنے چاہئیے، لہذا مین ہر
موضوع پر فرداً فرداً بحث کرونگا۔

مذاکرات "ریڈنگ" و "برکنہیڈ"

لیکن ابتدا ہی مین یہ امر واضح کر دینا چاہئے کہ اس امر کے
متعلق جو دوسرے امور سے کچھ کم اہمیت نہین رکھتا، اور جس پر
مین تبصرہ کرونگا یہان اور ہندوستان مین بہت کچھ غلط فہمی پھیلی
ہوئی ہے، نواب گورنر جنرل اور میرے درمیان جن باتون پر
اتفاق آراء ہوا ہے اُن پر بہت کچھ چہ میگوئیان ہوچکی ہین لیکن
ابھی تک کوئی فیصلہ نہین ہوا اور نہ ہوسکتا تھا، اور درحقیقت
مجلس وزراء بھی جس کو تمام مذاکرات کی تفصیل سے واقف
رکھا گیا تھا ابھی تک کوئی فیصلہ نہین کرسکی، گورنمنٹ "انڈیگو"

چمسفورڈ نظام حکومت کے معنی و مفہوم سے بخوبی واقف ہے لہذا وہ کسی نتیجہ کے امکان کا خیال بھی ذہن مین نہین لاسکتی تا وقتیکہ بعض ناگزیر تدابیر پہلے سے عمل مین نہ آچکین، ہم نے اپنے شریف دوست "لارڈ لٹن" کو جو اس وقت حکومت ہند کے افسر اعلیٰ ہین قدرتی طور پر ہر ہفتہ اُس بحث و تمحیص سے مطلع رکھا ہے جو میرے اور "لارڈ ریڈنگ" کے درمیان ہوتی رہتی تھی، اُن کو مذاکرات مذکور کی عام و خاص وسعت اور رجحانات سے آگاہ کر دیا ہے، ایسی باتون کا علم اُن سے ہرگز پوشیدہ نہین رکھا جاسکتا تھا، اگرچہ جیسا کہ مین نے واضح کر دیا ہے، نہ اُن پر نہ اُنکی گورنمنٹ پر اُس سے کوئی مزید ذمہ داری عائد ہوئی ہے لیکن قبل اس کے کہ کسی قسم کا فیصلہ کیا جائے حکومت ہند کی صلاح و مشورہ باضابطہ ضرور لے لینا چاہئے، اور یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ اس بارے مین لیجسلیٹو اسمبلی کی راے بھی صاف طور پر معلوم

کرلیجائے۔

اُن وجوہ کی بنا پر جو ظاہر ہیں کسی قسم کا فیصلہ یا اُسکا اعلان کرنے کا خواب میں بھی خیال نہیں لانا چاہئے تاوقتیکہ ہم اُس اہم جماعت قانون سازسے صلاح و مشورہ نہ کرلیں جس کو ہم حال ہی میں عالم وجود میں لائے ہیں ۔ لہذا آج میں کسی فیصلہ یا نتیجہ کا اعلان کرنے یا اُسکا اظہار کرنے کے لئے کھڑا نہیں ہوا ہون ، مین پارلیمنٹ کی اس جائز خواہش کی تعمیل کو عرصہ دراز تک مزید تعویق میں نہیں رکھ سکتا جو اُن مذاکرات کے نتائج معلوم کرنے کے بارے میں ہے جو میرے اور نواب گورنر جنرل بہادر کے درمیان ہو چکے ہیں ، جس اسپرٹ میں پارلیمنٹ سے مین خطاب کر رہا ہون اسکی بہترین تشریح صرف اسی قدر کر سکتا ہون کہ آٹھ ماہ تک ذمہ وار منصب وزارت ہند پر قائم رہنے کے بعد میں آج اُن اثرات پر تبصرہ کرنے کی کوشش کرتا ہون جو اس منصب رفیع کی

وجہ سے اب تک میرے دل مین قائم ہوئے ہین، لہذا سب سے پہلے تو مین ہندوستان کی مالی حالت پر گفتگو کرتا ہون، مین نہایت مسرت سے عرض کرتا ہون کہ عام تبصرہ کرتے ہوئے ہندوستان کی مالی حالت قابل اطمینان بیان کر دینی چاہیئے، میزانیہ مین جو زبردست کمی پڑجایا کرتی تھی، اب اُسکا زمانہ گیا، کیونکہ ہر محکمہ مین سختی کے ساتھ کفایت شعاری مد نظر رکھی جاتی ہے اور ملک مین مزید ٹکس بھی لگا دیا گیا ہے۔

آپنے ہندوستان مین ترقی تجارت کے موضوع پر طویل بحث فرمائی اور ظاہر کیا کہ سال رواں کا میزانیہ اس مبارک خیال پر مرتب کیا گیا تھا کہ بس اب کسی سے جدید قرضہ نہین لیا جائیگا، اس بازار مین وزیر ہند کی عدم موجودگی کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ اس ملک مین ہندوستان کی ساکھ اور بڑھ جائیگی خصوصاً منڈیون کی اُن سخت اپیلون کو مد نظر رکھتے ہوئے جنکی جنگ کے

بعد سے نظیر نہین ملتی۔

زراعت

ہندوستان کی موجودہ یا آئندہ مادی حالت کا اندازہ لگاتے ہوئے مجھ کو چند خاص باتین زراعت کے موضوع پر عرض کرنی چاہئے۔ اس پیشہ مین برطانیہ عظمیٰ کے آدمیون اور ہندوستانیون کے درمیان جس قدر تقابل عظیم واقع ہوا ہے اس سے زیادہ نظر نہین آسکتا، برطانیہ کے باشندے بڑے بڑے شہرون مین اجتماع عظیم کر کے رہتے ہین، مگر ہندوستان والے منتشر حالت مین چھوٹی چھوٹی لاتعداد جماعتین بنا کر بستے ہین، انگلستان اور ویلز کے نقشہ جات مین ۸۰ فی صدی حصہ شہری درج ہوتا ہے، لیکن ہندوستان مین ۹۰ فیصدی آبادی دیہاتی لکھی جاتی ہے، اگرچہ یہ باتین میرے لئے نئی ہین پھر بھی کامل تیقن کے ساتھ عرض کر سکتا ہون کہ پیداوار مین عظیم اضافہ ہو سکتا ہے اور ہندوستان مین

زراعت کی سرسبزی و بہبود کے لئے محکمہ زراعت بذریعۂ تقاوی قرضہ جات، آبپاشی، اور علمی ہدایات بہت کچھ خدمت کرچکا ہی میں اُن مشکلات سے بھی ناواقف نہیں ہوں جو ایک مصلح شخص کی راہ میں حائل ہوا کرتے ہیں، اُسکو زمیندار، کسانوں کی قدامت پسندی کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے، اُسکو ملکیت آراضی کی بے شمار تقسیم درتقسیم سے واسطہ پڑتا ہے، بلکہ جدید طریقے اختیار کرنے یا جدید خیالات قبول کرنے کی طرف سے لوگونکا عدم رجحان طبع بھی اُسکی راہ میں مزاحم ہوتا ہے، لیکن ان جملہ رکاوٹوں اور دقتوں کو چھوڑکر میں اپنی راے صاف لفظوں میں ظاہر کردونگا کہ ہندوستان کے سامنے بے انتہا سرسبزی و فارغ البالی کا مستقبل موجود ہے، بشرطیکہ وہ اپنی زراعتی سلطنت کی پوری قدر و قیمت کا کامل اندازہ کرلے، یہ خاص محکمہ جیسا کہ آپ لارڈ صاحبان کو معلوم ہے مستقلہ محکمہ ہے، اس واقعہ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ اُسکی طرف پوری توجہ

نہ کیجائے، اس موضوع پر میرے اور نواب گورنر جنرل کے
درمیان خوب گفتگو ہو چکی ہے اور مجھ کو امید ہے کہ میرے عہد
وزارت مین اس شعبہ کی ترقی و نشو و نما کے لئے مزید تحریک پیدا
کرنا میرے اختیار مین ہوگا

تجربۂ "مانٹیگو"

اب مین ہندوستان کی عام سیاسی حالت کی طرف متوجہ
ہوتا ہون اور یہی گویا وہ اہم ترین موضوع ہے جسپر میرے اور
لارڈ ریڈنگ کے درمیان بحث و تمحیص ہوئی ہے ۱۹۱۹ء
مین ایک قابل قدر اور دلیرانہ تجربہ کیا گیا تھا، لیکن تجربہ کی بنیاد
قبل از جنگ خیالات کی فضا مین ڈالی گئی تھی، میرے پیشرو
مانٹیگو جو اس تجربہ کے لئے خاص طور پر ذمہ دار تھے، وہ جہان
اُن باتون کے لئے مبارکباد کے مستحق ہین جہان کامیابی ہوئی،
وہان وہ اُن امور مین نکتہ چینیونکو بھی قبول کرین گے جہان ناکامی ہوئی

افسوس کہ اُنکا انتقال قبل از وقت ہوگیا، اسوقت یہ خیال کیا
جاتا تھا کہ مین اُنکی پالیسی کی ذمہ دارانہ طور پر تائید و حمایت کرتا
ہون، لہذا اب جبکہ اُنکا انتقال ہوچکا ہے مین چاہتا ہون کہ
اُنکے اعلیٰ خیال اور جراُت کی داد دون -

آنجہانی ہندوستان کے سچے دوست تھے، اور میرا
خیال ہے کہ اُنکا نام ہندوستان مین فراموش نہ کیا جائیگا، یہ
مانی ہوئی بات ہے کہ قانون ۱۹۱۹ء ایک تجربہ تھا جس قدر
دقتون کا ہم کو ہندوستان مین سامنا ہے اُسقدر دنیا مین کسی
ملک کو نہ ہوگا، سلطنت انگلیشیہ کی آبادی ۴۴ کرور نفوس
ہے منجملہ اسکے ۳۲ کرور ہندوستانی ہین، اگر ہندوستان ہمارے
ہاتھ سے نکل جائے تو ایک کرور بائیس لاکھ پچاس ہزار مربع
میل کے رقبہ سلطنت سے ایک کرور پندرہ لاکھ مربع میل
رقبہ نکل جائیگا، ہماری دقتین ہمیشہ نہایت زبردست رہی ہین

اور اب بھی ہین، گویا مشرق و مغرب کے دل ملا تا ہین، یا بالفاظ دیگر مغرب کا دل مشرق سے مانوس کرتا ہے۔ اس شرکتداری کی مثال واقعی تاریخ مین ملنی محال ہے۔

انگریزی راج کی ابتدا

جب برطانوی قوم نے سب سے پہلے ہندوستان مین مداخلت کرنیکا فیصلہ کیا تو اُس وقت اس بعید از فہم ملک کے لئے کامیاب اور آزاد تقدیر کا کسی کے دل مین خیال بھی نہ تھا۔ تمام ملک مین انتشار پھیلا ہوا تھا، یعنی ملک چھوٹے چھوٹے ٹکڑون مین تقسیم ہو رہا تھا، اور واقعی ایک مرکز پر سب علاقے قائم بھی نہین رہ سکتے تھے۔ ۱۷۴۴ء مین برطانیہ عظمی اور فرانس کے درمیان حالت جنگ شروع ہوئی جس کے اندر سے ہم کامیاب ہو کر نکلے تو تمام براعظم ایشیا مین سب سے اعلی و بالا طاقت ہو کر نکلے، لیکن ۱۷۶۵ء تک ہم نے اپنے اس غلبہ قوت کا

دعویٰ نہین کیا۔

زبردست تجربہ

پس ایسا ہی واقع ہوا کہ ہم نے اپنے زمانۂ حال کے خیالات کی رو سے واقف رہنے کی عادت کے مطابق پارلیمنٹ کی ہر دو مجالس کی کامل منظوری کے ساتھ اتنے بڑے تجربہ کا فیصلہ کیا جو "مانٹیگو" "چمسفورڈ" نظام حکومت کے نام سے مشہور ہے، یہ نہایت اہم اور ضروری ہے کہ دوسرے اشخاص ٹھیک طور سے اسکو محسوس کرین کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء کے ذریعہ سے کیا کیا گیا، اسکا مستقل اور دیرپا اثر بلاشبہہ ایکٹ کے دیباچہ مین شامل ہے، ایکٹ بجائے خود ایک آزمائشی ایکٹ تھا، مجھے محسوس نہ کرنا چاہئے کہ مین آپ حضرات کا وقت ضایع کر رہا ہون اگر مین آپ سے یہ یاد دلانے کی اجازت طلب کرون کہ ابتدائی مراتب کے کیا شرائط تھے؟ ہماری ہندوستانی پالیسی اور صحیح ہندستانی

حالت کے ہر واقفکار معترض کو اسکے الفاظ یاد ہونا چاہیئے۔
(یہانپر گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء کا پورا مضمون دیا گیا
ہے) یہ الفاظ پارلیمنٹ کے خوب غور کردہ فیصلہ کا اظہار کرتے
ہین۔ اُن اصول کے مطابق جو تمہید مین درج ہین ایک یا دوسرے
نظام حکومت کا ایک یا دوسرے وقت پر تجربہ کیا جا سکتا ہے
تجربہ کار باخبر معترضین ممکن ہے کہ یہان وہان ترمیم یا تغیر کرنے کی
طرف ہمین راغب کرین لیکن جیسا کہ مین سمجھتا ہون ہندوستان
مین ہماری حالت کا تمام پیغام موجودہ نازک حالت اور بے اندازہ
مستقبل مین اس دیباچہ مین پڑھا جائیگا جو ایکٹ مین شامل ہے
ہم مسلسل بے صبری کی تحریکیون سے اسکی زبردست ذمہ داریون
سے منحرف نہونگے ، ہم تہدید کے ذریعے سے عجلت نہ کرینگے
لیکن جب سے یہ نظام حکومت منظور کیا گیا اُسوقت سے گورنمنٹ
آف انڈیا برابر اس امر پر غور کر رہی ہے کہ ہندوستان مین اصلاحات

کس اسپرٹ مین قبول کئے گئے، بے شک اس طرح پر غور کرنا اس بات کا ضروری فرض تھا، عقلا تاریخ اور وقت کے غلام نہین ہوتے بلکہ وہ خود اسکے غلام ہوتے ہین۔

سیاست دانون پر حملہ

شاہی کمیشن کی تاریخ مین عجلت کی سفارش جس اسپرٹ مین کی گئی اسکے واقعات آسانی سے میری سمجھ مین آگئے ہین۔ مین اپنے فرض مین کوتاہی کرونگا اگر مین اپنا صاف اور قطعی خیال نہ ظاہر کردون کہ جو تجویزین اسوقت تک ہندوستان کی سب سے بڑی منتظم جماعت کی طرف سے کی گئین ان سے بہتر ردعمل کے لئے اور تجویزین نہین سوچی جاسکتی تھین، جو نظام حکومت ہندوستان کو دیا گیا خواہ اس مین کیسے ہی نقائص کیون نہو اہے مگر اس مین کلام نہین کہ اس نے سیاسی اشخاص کے لئے زبردست مواقع مہیا کردئے ان مواقع سے فائدہ اٹھاکر انھین سچے اتحاد عمل کے لئے استعمال کیا

جا سکتا تھا، اور مشرق کے قدیمی روایات کو مغرب کے زیادہ عملی تجربے کے ساتھ کیا جا سکتا تھا۔

مین خیال کرتا ہون کہ ایک حقیقی قومی لیڈر جس کو خدا کی طرف سے قابلیت ودیعت کی گئی ہو اس نظام حکومت کو توسیع کے تمام امکانات کے ساتھ استعمال کرتا، اس قسم کا کوئی لیڈر دکھائی نہین دیتا، ہمین ہر جگہ ان لوگون سے سابقہ ہے جو ہمارے خاص مخالف ہین اور جو ہماری ہر بات کو نامنظور کر دیتے ہین وہ یہ نہین کہتے کہ آپ نے ہمین کافی نہین دیا ہے، بلکہ آپ نے جو کچھ دیا ہے اسکے استعمال سے آپ یہ ثابت کر دین کہ ہم اس سے زیادہ کے اہل ہین، اور ایسا رویہ معقول، قابل عمل اور دانشمندانہ سمجھا جاتا ہے، آپکے معترضین کہتے ہین "ہمین آپکے نظام حکومت سے کوئی سروکار نہین ہے"۔ وہ ہمیشہ یہ کہتے ہین کہ مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب، اور دونون مین اتحاد

نہین ہوسکتا، انھون نے اسکا مطلب غلط سمجھا، اور مین خیال کرتا
ہون کہ وہ ایسا خیال کرنے مین سخت غلطی پر ہین کہ دونون مین اتحاد
غیر ممکن ہے۔ اگرچہ دونون ملکون کے درمیان اشتراک مین اجنبیت
اور عدم مناسبت موجود ہے، تاہم دونون کو ایک دوسرے سی
بہت کچھ سیکھنا ہے، ہندوستان کا تمدن تہذیب، لٹریچر اور
فلسفہ اگرچہ وسیع میدان پر محیط ہے اور گو وہ مختلف ماخذ سے
لیا گیا ہے، تاہم یورپ ابھی تک اس کی ہمسری کا دعوی نہین
کرسکتا، اور اسی طرح یہ بھی سچ ہے کہ جو عملی اوصاف انگریزون
مین پائے جاتے ہین وہ مشرق مین اکثر و بیشتر نہین ملین گے، پس
عقل عام اور دلیل پیشورہ دیگی کہ ہندوستان اور برطانیہ کے
روشنخیال اصحاب کو ایسی لائنون پر کام کرنا چاہیئے تھا جن مین
باہم یگانگت ہوتی، ہندوستان کو کلیت دنیا ایسا ہی مہمل ہے
جیسا یورپ کو "تنگ" خیال کرنا، تاہم وہی قومی اسپرٹ جس نے

گزشتہ چند سالون مین بہت سی مشکلات پیدا کر دئے تھی۔ قوم پرور
ہندوستان کی خواہشات و حقوق پر مبنی ہے، اس قسم کی قوم
ابھی تک پیدا نہین ہوئی، آیا اس قسم کی قوم پیدا ہوگئی؟ اسکو صرف زمانہ
ہی ظاہر کرسکتا ہے۔

فرقہ وار اختلاف

سب سے بڑی تشویش جس سے آج ہندوستان کو سابقہ
ہے وہ فرقہ وار اختلاف ہے جو سات کروڑ مسلمانون کو کثیر ہندو
آبادی سے جدا کرتا ہے، ان اختلافات مین ہم اپنے ہاتھون کو
آلودہ کرنا نہین چاہتے۔ اگر ہم کل ہندوستان سے چلے آئین تو
اسکا فوری نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندو مسلمانون مین جنگ شروع ہو جائیگی
تین کروڑ جنگی قبائل جو سرحد افغانستان اور ہندوستان کے
درمیان رہتے ہین ان سے جو خطرات ہین انھین مین ایک طرف
کر دیتا ہون واقعی حالات مجھے بلاشبہ ایسے معلوم ہوتے ہین

جنھین مین نے بیان کر دیا ہے، میرا دماغ ہمیشہ اس طریقۂ استدلال کو سمجھنے سے عاجز رہا ہے جو چالاک لوگون کے قلوب سے نکلتا رہتا ہے جنھون نے ہندوستان مین اپنے آپ کو ہمارا دشمن بنا دیا ہے، ایسے بہت سے اشخاص ہین مین نے اُنکے نقطۂ نظر کے سمجھنے مین بہت کوشش کی ہے، مین نے اُن سے دریافت کیا کہ آیا وہ خیال کرتے ہین کہ برطانوی فوج جلد سے جلد ہندوستان سے نکل جائیگی؟ مجھے تو کوئی ایسا شخص نہین ملا جس نے ایسے طریقۂ عمل کی حمایت کی ہو، درحقیقت ہندستان مین کسی جماعت کا کوئی ذمہ دار لیڈر ایسا نہین ہے جو کل کہے یہ کہ "ہمین فوراً کامل ذمہ داری دیدو، اور ہم ہندوستان سے برطانوی فوج کی واپسی پر رضامند ہین"

مجھے تحقیق نہین ہے کہ ایسا شخص مل سکتا ہے، اور اگر ایسا کوئی شخص مل سکتا ہے تو اُسکے فیصلہ کے متعلق میری رائے مین

فوراً کمی ہو جائیگی۔ میں اس پوائنٹ پر بلا سوچے سمجھے نہیں بول رہا
ہوں مجھے اس نتیجہ پر پہونچنے کے بہت سے مواقع ملے، کیا میں یہ
خیال کرسکتا ہوں کہ آپ لوگ میری طرف سے اسے قریب قریب
ایک تسلیم شدہ نتیجہ خیال کریں گے کہ ہندوستان میں ہماری ذمہ
داریوں سے انکار اور مذمت ہندوستان کے مفاد کے لئے
نہایت مضر ہوگا۔

اصلاحات پر عمل نہیں کیا گیا

میں نے تمہید کے طور پر یہ عام خیالات ظاہر کئے ہیں
اب میں "مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات" کے متعلق صفائی کے ساتھ
اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں ۔

میں اس عظیم آئینی تغیر کے لئے دیگر ارکان وزارت کیساتھ
اپنی پوری ذمہ داری قبول کرتا ہوں لیکن شاید مجھے یہ کہنے کی
اجازت دیجائیگی جس کا علم میرے بہت سے ساتھی کارکنوں کو ہے

کہ اصلاحات کے متعلق میرے دل میں بہت سے شکوک تھے۔
اس وجہ سے تمام اشخاص میں سے میرا یہ خاص فرض ہے کہ ایکٹ
کے عملدر آمد کے متعلق ایک غیر جانبدارانہ اور ایماندارانہ تبصرہ
کی کوشش کروں، مجھے خود دوعملی حکومت کے اصول کے متعلق
بہت کچھ شک وشبہہ تھا، اس میں مجھے طول طویل اور لفاظانہ
نظام حکومت کی جھلک نظر آتی تھی جس کی انگریزی قوم نے بالعموم
تائید نہیں کی تھی، اور جو میرے خیال میں اس قوم سے کامیاب
اپیل نہیں کرسکتا تھا جس کے سیاسی خیالات کا ماخذ یورپ ہے
اس لئے میں مجبور ہوں کہ اس مسئلہ پر اپنے خیالات کا صاف
الفاظ میں اظہار کروں، کیا "مانٹیگو چمسفورڈ اصلاحات" کامیاب
ہوئی ہیں؟ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان کو ناکامی ہوئی ہے، انکے
ساتھ بہت سی بیرحمانہ بدسلوکی کی گئی، ہندوستان کے اکثر لیڈروں
نے جو عوام میں بہت ہر دلعزیز ہیں اسکی مذمت کی، اور اسکی برائیاں

کی ہین، اس کو آزمائش کا موقع نہین دیا گیا، بلا شبہہ مسٹر مانٹیگو کو
یہ یقین تھا اور ایسا کرنے مین وہ یقیناً حق بجانب تھے کہ اس اہم
کام مین ہندوستان کے ممتاز لیڈران سے اتحاد عمل کرین گے،
لیکن یہ توقعات پورے نہین ہوئے، اگر ہندوستان مین عقلمندی
سے کام لیا جاتا تو وہ لوگ جو ہندوستان کی اہلیت حکومت
خود اختیاری پر اعتراض کیا کرتے ہین بے بس ہو جاتے، مثلاً
فرض کرو اگر ہندوستانی لیڈران کی طرف سے دانشمندانہ اتحا
عمل کا اظہار کیا جاتا تو کیا پھر کوئی شخص خیال کر سکتا ہے کہ ان
اصلاحات کے رجعت پسند معترضین ترقی کے پہیہ کو پیچھے
ڈھکیل سکتے تھے؟

جو کچھ دیا گیا ہے، یہ ثابت کرنے کے لئے اسے خوشی
خوشی استعمال کیا جاتا کہ ہندوستانی حکومت خود اختیاری کے
اہل ہین جس کے ثابت کرنے کی اب تک کوشش کیجاتی ہے تو

درحقیقت اصلاحات میں عجلت کے ساتھ ترقی کا کام آسان ہو جاتا لیکن بدقسمتی سے ہندوستانی لیڈروں نے دوسرا طریقہ اختیار کیا، اور نہایت زبردست تنظیم یافتہ، سیاسی اصلاحات کو تباہ و برباد کرنے کی مہمل کوشش میں ضایع کر دی۔

یہ عام خیالات جو میں نے ظاہر کئے ہیں انھیں ذہن میں رکھنا نہایت ضروری ہے، کیونکہ اس سے آپ لوگوں کو یہ پتہ چلے گا کہ اصلاحات پر کس طرح عملدرآمد کیا گیا اور اس کے نتائج کیا ہوئے؟ -

اسکے عملدرآمد پر ایک عمومی تبصرہ کے لئے ہم کو ان رپورٹوں سے بہت مدد ملی جو گورنمنٹ متعلقہ کی طرف سے بھیجی گئی ہیں۔ میں انھیں تسلیم کرتا ہوں اور یہ کہنے کو تیار ہوں کہ یہ بالکل حق بجانب ہیں، مدراس میں اس نظام حکومت پر نہایت کامیابی سے عملدرآمد ہوا، وزراء نے رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے اپنے اثر کا

استعمال کیا، اور اُنھون نے عام اعتدال اور تدبر کا اظہار کیا، گورنر باجلاس کونسل کا بیان ہے اگر آئینی لائنون پر کام کرنے کی مخلصانہ کوشش سیاسی ترقی کے لئے ایک وصف ہے تو مدراس نے دوسرے صوبون کے مقابلے مین اس ترقی کا اپنے آپ کو زیادہ اہل ثابت کیا ہے۔

بمبئی کونسل مین سب سے زیادہ تعداد سوراج پارٹی کی ہے، لیکن اسکو اکثریت حاصل نہین ہے، اور اس کی پالیسی بھی یہی ہے کہ سیاسی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیا جائے اس لئے وزراء کا چہ دوسری پارٹیون سے تعداد مین کم ہین انتخاب کیا گیا، جو بظاہر کمزوری کی ایک علامت ہے، چونکہ اُنکے پیرو ون کی تعداد کافی نہین ہے اس لئے انکا زیادہ تر سرکاری ووٹون پر دار و مدار ہے۔

بمبئی گورنمنٹ نے حال مین یہ ظاہر کیا ہے کہ بالفعل

خاص غرض یہ ہونی چاہئیے کہ وزراء کی تعداد مین اضافہ کیا جائے اور پارٹیون کی تنظیم کی حوصلہ افزائی کیجائے۔

بنگال کی حالت

بنگال کی پہلی منتخب شدہ کونسل مین ترقی ہوئی، اور چند ٹھوس کامیابیان حاصل ہوئین، گورنمنٹ کا دعویٰ ہے کہ وزراء کے اثر سے ممبرون کی کافی تعداد نے مفید قانون کے پاس کئے جانے کی بابت رائے دی، اور سرکاری عہدہ دارون کی مدد سے وزراء مفید قانون پاس کرا سکے۔

دوسری کونسل مین تارکین موالات کی کثیر اور با اثر جماعت شامل تھی جس نے اس بات کا بیڑا اٹھایا تھا کہ وہ موجودہ نظام حکومت کو ناممکن العمل ثابت کر دیگی، اس جماعت مین انڈیپنڈنٹ (خود مختار) عنصر بھی شامل ہوگیا۔ چنانچہ اب یہ حالت ہوئی کہ ایک ایسے ایوان مین جس مین ووٹون کی میزان کل ۱۴۰ ہے اس مشترکہ و متفقہ

جماعت کے قبضہ مین ۶۰ ووٹ آگئے ، اس بات کا امکان بعید نہین ہے کہ آئندہ انتخابات عامہ مین ایک خالص سوراجی پارٹی غلبۂ اکثریت حاصل کرکے سرکاری عہدے محض اس نیت سے حاصل کرلے کہ حکومت کے اندر گھسکر تمام نظام کی تخریب کردے ۔ حکومت یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ مزاحمت کا مقابلہ کرنے کے لئے اسکو وسیع اختیارات دینے کے معاملہ پر خاص طور سے غور کیا جائے ۔ جب سے لوکل گورنمنٹ نے یہ رپورٹ مرتب کی تھی اُس وقت سے صوبۂ بنگال کی مجلس قانون ساز نے ۱۹۲۴ء اس قسم کی علامات ظاہر کرنی شروع کردی کہ وہ دوئی حکومت اور وزرا کے بغیر ہی رہنا پسند کریگی لہذا میرے اور حکومت ہند کے لئے بجز اسکے اور کوئی چارۂ کار نہ رہا کہ صوبۂ بنگال مین شعبہ جات کا انتقال ملتوی کردیا جائے ۔

خواہ یہ نظام حکومت اچھا ہے یا بُرا ، لیکن اس مین ایسی صورت حال کا ضرور خیال رکھ لیا گیا تھا جیسی کہ پیدا ہوئی ، اور

جس بات سے نظام حکومت کی صوبۂ بنگال مین اسقدر شہرت ہوئی اسکو اسکا ضعف سمجھئے یا قوت، لیکن جن حضرات نے دستور اساسی کو مرتب کیا تھا انکو یہ امر ظاہر کر دینے کا حق حاصل تھا کہ نظامنامۂ مذکور مین اب بھی وہ قوت موجود ہے جو اُس مین بوقت تدوین و تسوید رکھی گئی تھی۔

صوبجات متحدہ کی حالت

صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ کہتی ہے کہ نظام حکومت کے دشمن اور معترضین بالاصرار یہ کہہ رہے ہین کہ اصلاحات ناکام رہی ہین اگر اُنکے اس کہنے کا یہ مطلب ہے کہ نظامنامہ مستقل طور پر شکست ہو گیا ہے تو گورنمنٹ مذکور اس قول کی قطعی تردید کرتی ہے جب سے تحریک ترک موالات کی جھلی اور ابتدائی حالت بگڑ چکی ہے اُس وقت سے حکومت کا یہ عقیدہ ہے کہ صوبجات متحدہ کی اندرونی حالت بتدریج اصلاح پذیر ہو گئی، اور سوائے اسکے کہ کہین کہین اور کبھی کبھی

ہندو مسلمانون کے درمیان کشیدگی نظر آجاتی ہے اور کوئی ایسی بات نہین ہے جو گورمنٹ کے لئے تشویش انگیز کہی جائے، ایک باقاعدہ، پرُامن اور ترقی پرور حکومت کے زیرسایہ ان صوبجات مین چار کرور ستر لاکھ نفوس آنند کے تار بجا رہے ہین، اور غالباً اپنی پیشرو پشتون سے زیادہ فارغ البال ہین۔ لیکن اصلاح شدہ نظامنامہ سے سوراجیون اور لبرلون کی تسلی و تشفی نہین ہوئی اور یہی خاص وجہ تشویش ہے۔

نواب گورنر جنرل باجلاس کونسل فرماتے ہین کہ دوعملی نظام بظاہر ایک گرانبار، پیچیدہ اور اُلجھا ہوا انتظام ہے جس کی کوئی منطقی جڑ بنیاد نہین، بلکہ مفاہمۂ باہمی پر مبنی ہے، اور صرف بغرض دفع الوقتی جائز ہوسکتا ہے۔

پنجاب

صوبۂ پنجاب مین جب نظامنامۂ جدید سے کام لیا جانا شروع

ہوا تو ہندوا ور مسلمان دونون بڑی قومون مین کھلم کھلا اختلافات
اور تنازعات شروع ہو گئے، اور ہوتے ہوتے شہری اور دیہاتی
مفادات کے مابین سخت دشمنی و عداوت پیدا ہو گئی ہے۔ گورنمنٹ
کے خیال مین ابھی تک کوئی ایسی بات نہین ہے جس سے اس
امر کا ثبوت مل سکے کہ صوبہ مذکور مین سمجھدار اور عمدہ نظر انتخاب
رکھنے والا، ایسا طبقہ رائے دہندگان موجود ہے جو لوگونکو محض
پالیسی کا خیال مدنظر رکھ کر ووٹ دیا کرے، لہذا دوعملی نظام
حکومت نے یہان بھی بہت متضاد صورتین پیدا کر دی ہین، لہذا
یہ دعویٰ نہین کیا جاسکتا کہ صوبہ پنجاب ایک مناسب معقول میدان
عمل پیش کر سکتا ہے، جہان تقسیم شدہ ذمہ داریون والا نظام جاری
کیا جا سکے، اب تک اتنا ضرور ہوا ہے کہ ایسے وزراء ملتے رہتے
ہین جنھون نے ایگزیکٹو جماعت سے اشتراک عمل پر رضامندی ظاہر
کی اور ان وزراء کی ایسی پارٹی تائید و حمایت کرتی ہے جس نے انکو

انتہا پسندانہ پوزیشن مین لیجاکر ڈالنے کی کوشش نہین کی۔

برمھا

برمھا مین اصلاحات کا اجراء ہندوستان کے دیگر صوبجات سے دو برس بعد کیا گیا، صرف ایک مرتبہ انتخابات عامہ کا موقع ہوا ہے جس مین منجملہ کل ووٹ دہندگان صرف سات فی صدی اشخاص نے ووٹ دیا، ورنہ انتخابات کو انتہا پسند طبقہ نے بائیکاٹ کر دیا تھا ۲ ۱/۲ سال اس صوبہ مین اصلاحات کو جاری ہوئے گزرے لیکن اب تک کوئی دقت پیش نہین آئی اور نہ نظامنامہ کے عمل مین کوئی نقص ہنوز معلوم ہوا۔

انتخاب کنندگان غیر تعلیم یافتہ ہین

صوبۂ بہار و اُڑیسہ کی گورنمنٹ نے کہا کہ ہر چند تلاش کیجئے لیکن تین سال کے زمانۂ اصلاحات مین آپکو کوئی ایسی علامت نہین ملے گی جس سے یہ ثابت ہوسکے کہ اصلاحات حلقہ ہاے

انتخاب کو صحیح معنی مین معاملہ انتخاب اور قانون سازی کے کام
مین تعلیم دی ہے ، بہت سے اضلاع مین صاحبان ضلع کی
رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ووٹرونکی بڑی تعداد کو یہ بھی معلوم
نہین تھا کہ جس اُمیدوار کو وہ اپنا ووٹ دے رہے ہین اُسکا
نام کیا ہے ، ان لوگون نے صرف ووٹ دینے کے بکس کا
رنگ بتلا دیا تھا ، اصلاحات کی ناکامیابی کے اسباب مین
گورنمنٹ اس امر کو بھی داخل کرتی ہے کہ کوئی ایسی وزارتی پارٹی
ظہور مین نہین لائی جاسکی جو کسی واضح پروگرام پر عمل کرتے وقت
وزراء کی تائید و حمایت کرتی ، ابھی تک کونسل مین صرف دو جماعتین
سرکاری و غیر سرکاری چلی جارہی ہین -

جہان کوئی ایسا سیاسی مسئلہ پیش ہوتا ہے جس مین گورنمنٹ
کی مخالفت نہین ہوتی تو کونسل مین وزراء کے حامی ضرور ہوتے
ہین لیکن وزراء یہی بات سیاسی حالات مین نہین پیدا کرسکتے

لہذا گورنمنٹ کی آڑے وقت میں مدد نہیں کر سکتے۔ صوبہ مذکور کی لوکل گورنمنٹ کہتی ہے کہ "دوعملی نظام حکومت کا عمدگی سے چلانا بہت مشکل ہے، اور انتظامی نقائص کا دفعیہ بھی دشوار ہے"

صوبجات متوسط

صوبجات متوسط کی گورنمنٹ کا بیان ہے کہ ذمہ دار حکومت کا تجربہ پہلی کونسل کے زمانہ میں کمزور ہو گیا تھا، کیونکہ اول ممبروں اور اُنکے ووٹ دہندگان کے درمیان وجہ مواصلات کا فقدان تھا، دوم کوئی ایسی پارٹی موجود نہیں تھی جو اس ذمہ داری کو مؤثر کر سکتی جو وزرا پر منجانب کونسل عائد ہے، سوم سرمایہ نہیں تھا، دوعملی حکومت کے چلانے میں اگر کچھ کامیابی ہو بھی گئی ہے تو اسکی وجہ کچھ تو کونسل کی اعتدال پسندی تھی، اور کچھ اُن کوششوں کا نتیجہ تھا جو ارکان حکومت اور مستقل عہدہ داروں نے دوعملی نظام کے چلانے میں دکھائیں۔ الغرض اس صوبہ کو

بھی کوئی امید نہیں ہے۔

آسام

صوبۂ آسام کے نواب گورنر نے باجلاس کونسل نظامنامہ کی ناکامی کے اسباب مختصراً حسب ذیل بیان فرمائے ہیں، اول قومی کارکنان کا ایک طبقہ ایسا موجود ہے جو بلحاظ تعداد اور قابلیت کونسل پر اثر ڈالتا ہے، اور جو سرگرمی کے ساتھ موجودہ نظامنامہ کی مخالفت کرتا ہے اور اُسکو چلانے سے انکاری ہے دوم مالی مشکلات جنکی وجہ سے لوکل گورنمنٹ سوا اسکے اور کچھ نہیں کرسکی کہ سابق لائنوں پر ضروری انتظامات چلاسکے یہی وجہ ہے کہ جب مخالفین چلاتے ہیں تو وزراء اُنکو قابل اطمینان یا تشفی بخش جواب اس بارے میں نہیں دے سکتے کہ اصلاحات ووٹ دہندگان کو کوئی فائدہ پہونچا ہے یا نہیں۔

پاس نہ شیل

الغرض اپنے موجودہ مقاصد کو ظاہر کرنے کے لئے مین بہت کافی عرض کرچکا ہون جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ اگر یہ سوال کیا جائے کہ "کیا نظامنامہ کامیاب ہوا؟" تو کوئی اسکا مختصر اور مسکت جواب دیا جاسکے، نہ تو وہ قطعی کامیاب ہوا اور نہ بالکل ناکام رہا، اور علاوہ ازین اس قدر اور عرض کردینا چاہئے کہ جن جن مقامات پر وہ کامیاب ہوا ہے تو بعض اضلاع مین مختلف مدارج طے کرنے مین اصول دو عملی پر زبردست حملہ ہوا ہے، مین نے یہ مناسب نہین سمجھا کہ اس قسم کے رجحانات کی مخالفت کیجائے، کیونکہ نظامنامہ محض ایک تجربہ تھا، اور اس سے ہر صوبہ کو موقع دیا گیا تھا کہ وہ اپنے طریقہ پر آئینی نجات حاصل کرلین، اب پھر فرمائیے کہ کیا ایسی حالت مین میرے لئے مستقبل کی نسبت کچھ عرض کرنا ممکن ہوسکتا ہے؟-

پارلیمنٹ کی دانشمندی نے قرار دیا تھا کہ دس برس کے بعد

"مانٹیگو چیمسفورڈ" نظامنامہ پر ایک شاہی کمیشن نظرثانی کرے
بیشک نظامنامہ پر نظر ثانی کی ضرورت پڑیگی -
یہ بھی صاف طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ہر چیز گر بڑ مین پڑ
جائیگی ، دوعملی حکومت صاف ظاہر ہے کہ کوئی متبرک و مقدس
اصول تو ہے نہین لہذا اسکی جانچ اُسکے نتائج سے کی جانی
چاہئے - اسکا خیال مصنوعی اور ذہنی تھا ، بڑی کامیابی اگر ہوگی
تو یہ نظام ٹھیک سمجھا جائیگا ورنہ نہین -

نظرثانی کی تاریخ

اور اب مین کسی قدر طوالت کے ساتھ اس موضوع پر بحث شروع
کرتا ہون جس کی وجہ سے ابتک بہت کچھ خیال آرائیان ہوتی
رہی ہین ، اور جس کی وجہ سے اتنی ہی شورش بھی پیدا ہوئی ہے
یعنی نظامنامہ پر نظر ثانی کی تاریخ -
جن حضرات نے اس نظامنامہ کو مرتب کیا تھا اُنکے

نزدیک نظرثانی کے لئے دس برس کی مدت ایک معقول مدت
تھی، اور اس امر کو معلوم کرتے ہوئے کہ نظرثانی کے لئے
کتنا زمانہ ہونا چاہئے یہ بات فرض کرلینی خلاف فطرت معلوم
ہوتی ہے کہ پارلیمنٹ نے پیشتر ہی سوچ لیا تھا کہ اسکے خلاف
وہ ترک موالات کی نامعقول تحریک ضرور عمل مین آئے گی
جو نظامنامہ کو تباہ و برباد کرنے کی بہترین کوشش کرچکی ہو -

اگر تعاون اور موالات کو بھی فرض کرلیا جائے تو
یہ خیال کیا گیا تھا کہ قابل اعتماد نتایج نکالنے اور عمومیت
کا اندازہ کرنے کے لئے جو مواد جمع کرنا ہوگا اُس مین دس
برس کی مدت صرف ہوگی، لیکن اپنی راے کے اظہار کرنے
مین ہرگز پس و پیش نہین کرتا، جو یہ ہے کہ واضعانِ قانون
کا منشا، یہ نہ تھا کہ گورنمنٹون کو یکے بعد دیگرے اختیارات
مین محدود کردیا جائے، اگر ایک طرف لوگون نے عام

طور پر وفادارانہ تعاون کی اسپرٹ کا اظہار کیا ہوتا، یا دوسری
طرف سخت اور تشویشناک نقائص ظاہر ہو جاتے تو ایسا قرار
دیدینا پارلیمنٹ کی خلاف قدرت پیش بینی ظاہر کرتا کہ کسی
صورت مین بھی نظرثانی کی میعاد دو برس سے کم نہ رکھی جائے
درحقیقت ابھی درِ توبہ باز ہے، بلکہ اسوقت بھی کھلا ہوا
ہے، لیکن شرط بھی صاف اور واضح ہے -

تعاون و موالات قطعی لازمی چیزین ہین

معاہدہ نظامنامہ پر غور نہ ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے،
جبتک کہ ہم کو ہر طرف اس بات کے علامات نظر نہ آجائین
کہ ہندوستان مین رائے عامہ کے ذمہ دار لیڈر صاحبان
اس بات کی سچی اور پرخلوص خواہش رکھتے ہین کہ وہ موجودہ
نظامنامہ کو بہترین بنانے مین ہمارے ساتھ اشتراک عمل کرینگے
دراج پارٹی نے اب تک میرے خیال مین اپنا زبردست

بوجھ ترازو کے دوسرے پلے مین ڈال رکھا ہے، اس لئے اس مین کوئی ترقی نہین ہوسکتی، اس جماعت کے ایک لائق اور سرگرم لیڈر کا حال ہی مین انتقال ہوچکا ہے جسکی زبردست تائید وحمایت ہوتی تھی، اور جس نے اس مقصد کے لئے زبردست قربانیان کین جس پر اسکو بہ شدت اعتقاد تھا۔ لیکن مین اپنے فرض کو ادا کرنے سے قاصر رہونگا اگر یہ بات مین قطعی طور پر واضح نہین کردونگا کہ جو مشورہ انھون نے اپنے اہل وطن کو دیا تھا وہ شروع سے آخر تک اچھی طرح نہین سوچا گیا تھا۔ ممکن ہے کہ انکی غیر متوقع اور قبل از وقت وفات سے دوبارہ غور کرنے کا موقع حاصل ہوجائے۔

سوراجی خیالات کے ترجمانون کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ پہلے ہی سے یہ بات کہدیا کرتے ہین کہ جو نظامنامہ ممالک مغرب مین مرتب ہوگا وہ اہل ہند کے لئے مناسب

ہوگا نہ قابل عمل "

اس اعتراض کا بہت ہی آسان جواب مجھ کو ہمیشہ سوجھتا رہتا ہے وہ یہ ہے کہ برطانیہ عظمیٰ مین رہنے والے اس بات کا دعویٰ نہین کرتے کہ تمام دنیا مین ہم ہی ایسے شخص ہین جو نظامنامے مرتب کرسکتے ہین ، اگرچہ ہم کو اس بات کا اطمینان ہے کہ جو کچھ فہم بشری سے اس میدان مین ہم سے ہوسکتا تھا اُسکی ناچیز تعمیر سے ہم نے دریغ نہین کیا۔

لیکن ہمارے وہ معترضین جو ہندوستان مین ہین یہ رائے رکھتے ہین کہ اگر یہ حالات ہند کی زبردست واقفیت رکھنے کی وجہ سے وہ اُس کام مین کامیاب ہونے کی زیادہ اہلیت رکھتے ہین جہان بقول اُنکے ہم ناکامیاب ہوتے ہین تو اُنکو ایک ایسا نظامنامہ مرتب کرکے دکھانا چاہیے جس کی قوم ہند کی اکثریت زیادہ تر متعلق و موافق ہو ، اگر ہمارے مشکلات

مین اس طرح مدد کی گئی تو اُسکا کسی کو بھی افسوس نہو گا، بلکہ اُس نظامنامہ پر حکومت ہند خود اور یقیناً وہ کمیشن جو کبھی بنایا جائیگا بہت غور وخوض کرین گے -

مین بہت خوش ہون کہ لبرل پارٹی نے جس کے ممبرون کی تعداد چندان زیادہ نہین اور جس کے یہان روشن دماغ لیڈرون کی کمی نہین ہے خود کو تحریک عدم تعاون مین شامل کرنے سے انکار کر دیا تھا - لہندا یہ بہت ممکن ہے کہ یہ پارٹی جب اس مین تازہ دم معتدلین آملین گے آئندہ تدابین وتجویذ نظامنامہ مین بہت بڑا حصہ لے -

ڈیمین کمیٹی کی رپورٹ

اب مین ڈیمین کمیٹی کی رپورٹ پر آتا ہون، گورنمنٹ اُن تجربہ کار اشخاص کی شکر گزار ہے جنھون نے اسقدر محنت کرکے ایسی اعلیٰ درجہ کی رپورٹ پیش کی، ان وجوہ سے جنھین

ہم پہلے بھی ظاہر کر چکے ہین ہم یہ خیال نہین کرتے کہ ہم اس منزل پہ اقلیت کی رپورٹ منظور کر سکین گے۔ صوبجاتی خود مختاری پر ان لوگون نے کافی طور پر غور نہین کیا ہے جو آج اس پہ ہمین اتنے زور و شور کے ساتھ توجہ دلا رہے ہین۔

صوبجاتی خود مختاری کے معنی یہ ہین کہ قانون و انتظام کامل طور پہ منتقل کر دیا جائے اور اسکی وجہ سے مرکزی گورنمنٹ مین دور رس تبدیلیان لازمی ہو جائین گی جس کا ابھی تجربہ نہین کیا گیا ہے حتی کہ سرسری جانچ بھی نہین کیجا سکی ہے۔ اکثریت کی سفارش کردہ لائنون پہ غالباً کوئی فوری کارروائی کیجائیگی جیسا کہ مین کہہ چکا ہون ہمین اس معاملہ مین گورنمنٹ ہند کی باضابطہ رائے کا انتظار کرنا چاہیئے۔

لیکن شاہی گورنمنٹ کی یقیناً یہ خواہش ہو گی کہ جہان ہو ان تجاویز پر عمل کیا جائے جو گورنمنٹ ہند لجسلیٹو اسمبلی مین

بحث و مباحثہ کے بعد پیس کرے ہکمیٹی کی بہت سی سفارشوں کو ریگولیشن
(ضابطہ) کے ذریعہ سے عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے، اور اسکے لئے
پارلیمنٹ سے ایکٹ پاس کرانیکی ضرورت نہوگی، ان تغیرات کے
کرنے مین تاخیر کی کوئی وجہ نہین ہے جن معاملات مین قانونی
کارروائی کی ضرورت ہوگی اُن مین مناسب کارروائی کیجا سکتی ہے

فوج کو ہندوستانی بنانا

اسکے بعد مین خیال کرتا ہون کہ مجھے اس مسئلہ پر چند خیالات
ظاہر کردینے چاہئے جسکا ہندوستان مین بہت چرچا ہے یعنی فوج
کو ہندوستانی بنانا ذمہ دار گورنمنٹ کی طرف آگے قدم بڑھانیکا لازمی
جزو ہندوستانیوں کے خیال مین قومی فوج کی موجودگی ہے، ہم سب
دیکھ سکتے ہین اس لئے کہ ہم سب لوگ ہندوستانی خواہش کو ذہن نشین
کر سکے ہین، لیکن یہان ہم تجربہ کی منزل مین ہین، جو طریقہ اختیار کیا
گیا ہے وہ یہ ہے کہ فوج کو رفتہ رفتہ ہندوستانی بنایا جائے اور بطور

تجربہ کے پکھہ تو جون کو ہندوستانی بنایا جائیگا -

اسپر یہ اعتراض ہے کہ اسکا میدان عمل محدود اور رفتار ترقی بھی سست ہے، بیشک اس طریقہ مین دیر لگے گی، برطانوی افسر کو اپنی رجمنٹ کے کماندار ہونے مین عموماً ۲۵ سال لگتے ہین، پھر کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ ہندوستانی افسر اس سے کم مدت مین کیون اس عہدہ پر پہونچنے کی توقع کرے، اس امر واقعہ سے قطع نظر کرکے کہ ہم اپنی ہندوستانی فوج کی معیار قابلیت کو گھٹانے کا خطرہ مول نہین لے سکتے جسپر ہندوستان کی حفاظت کا دارمدار ہے، بالفعل تو ہمین سنڈہرسٹ مین فوجی تعلیم کے لئے قابل ہندوستانی اُمیدوارونکے دستیاب ہونے مین مشکلین پڑتی ہین، ہم اس خرابی کے دفعیہ کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہین -

پرنس آف ویلز ملٹری کالج دہرہ دون نے زیادہ قابل لڑکے پیدا کرنے شروع کر دئے ہین اور گورنمنٹ ہند نے حال مین چیف آف جنرل

اسٹاف کی زیر صدارت ایک کمیٹی کا تقرر فوجی مسائل کی جانچ کے
لئے کیا ہے، ممکن ہے کہ ارکان کمیٹی ہندوستان مین سنڈہرسٹ کے نمونہ
ایک فوجی کالج قائم کئے جانے کی سفارش کرین، اگر وہ ایسا کرینگے
تو ہم اُنکی سفارش پر پوری ہمدردی کیساتھ غور کرین گے اور فوج کو
ہندوستانی بنانیکے تجربہ کو کامیاب بنانے مین ہمین جو کچھ ضروری نظر
آئیگا اسکو کرینگے لیکن جبتک یہ ظاہر نہو جائے کہ یہ تجربہ کامیاب ہوا
ہم حد سے باہر نہین جا سکتے، ہم ایسا کیونکر کر سکتے ہین، فوج لڑنیکی
غرض سے ہوتی ہی، اور اگر ہم کو ایسی فوج بھی دستیاب نہین ہو سکتی جو
قابلیت کے ساتھ لڑ سکے تو پھر ان فوجون کا تجربہ کرنے سے کیا فائدہ
ہوگا، کوئی سمجھدار گورنمنٹ فوج کو سیاسی جماعتون کا کھلونا بنانا پسند
نہین کریگی، مین جانتا ہون کہ بعض ہندوستانی ماہرین سیاست
اس خاص تجربہ کو ناپسند کرتے ہین، آخر ان فوجون مین ہندوستانی
افسرونکے رکھنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ اس امر کا تجربہ کرنے کیلئے کہ

آیا وہ فوج جو بالکل ہندوستانیوں پر مشتمل ہے ویسی ہی اچھی ہے جیسی کہ دوسری فوج، جس قدر جلد ہم یہ معلوم کرینگے کہ یہ تجربہ کامیاب ہوا یا ناکام اُتنا ہی بہتر ہوگا، اور کیا خود ہندوستانی مدبرین یہی بات نہین چاہتے ایک شخص قریب قریب یہ خیال کریگا کہ جو لوگ علیحدگی کی شکایت کرتے ہین انہین اسکا اسقدر یقین نہین ہے جیسا کہ وہ بعض اوقات معلوم ہوتے ہین کہ تجربہ کامیاب ہوگا، اُسے یا تو اپنے حشر کی طرف سے سخت خطرات ہین یا اہلیت کی طرف سے لیکن مین غیر معمولی ہمدردی ظاہر کرنا نہین چاہتا، ہم اپنے امکان بھر کوشش کر رہے ہین، اس معاملہ مین سابق سپہ سالار افواج ہند سے زیادہ کسی نے ہندوستان کیلئے نہین کیا جنکی حال مین وفات ہوئی ہے، اور مین اُنکے الفاظ کا اعادہ کرتا ہون " ہم فوج کو ہندوستانی بنانیکا تجربہ کر رہے ہین، آخر تک اسکا تجربہ کیا جانا ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ یہ تجربہ کامیاب ہو اور ممکن ہے کہ ناکام لیکن جو کچھ بھی ہو تجربہ کرنا ضروری ہے، اور ایسا ہونا چاہیئے کہ

ترقی کے دیکھنے کیلئے شاخین کاٹ لیجائین، آئندہ فوج کی بنیاد کیلئے بہتر سے بہتر ہندوستانیونکو رکھنا چاہئے۔

ملازمتون کی حالت

اب مین ملازمتونکی حالت کا ذکر کرتا ہون، اسکے متعلق مین کچھ زیادہ کہنا نہین چاہتا، یہ شاہی کمیشن کے مسائل غورطلب مین سے ایک مسئلہ ہوگا، ایک پہلو پر مجھے کچھ عرض کرنا چاہئے، موجودہ نظام حکومت کے خلاف ہمیشہ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وزراء اپنے ادائے فرائض مین اس سے جنبہ داری کرتے ہین کہ تمام ملازمین جو انکی پالیسی مین بطور انکے آلہ کار کے کام دیتے ہین انکے ماتحت نہین ہین، اور اسوقت جو پارلیمنٹ کے سامنے ہے وہ اسقدر مشکل کیجانب ورود ہے اور مین پہلا شخص ہونگا جو اس امر کے علامات کا خیر مقدم کریگا کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے دفعات مین ملازمتونکے بارہین وزیر ہند کی براہ راست ذمہ داری کیلئے جو کافی اختیار محفوظ رکھا گیا ہے وہ غیر ضروری تھا کیونکہ وہ بہترین علامت ملازمتونکی

اسباب کی کہ ہندوستان کی سیاسی رائے نے یہ محسوس کرلیا ہی کہ کسی
طرز حکومت کے مفاد کیلئے یہ نہایت ضروری ہے کہ پبلک ملازمونکو انکے
ادائے فرائض مین فیاضانہ امداد دیجائے، بدقسمتی سے اس قسم کی علامتین
نظر نہین آتین، اور جبتک پبلک ملازمین خواہ انگریز ہون یا ہندوستانی یہ
محسوس نہ کرینگے کہ اُنکے افعال کی غیر منصفانہ تحریص ذمہ داران عام
کی طرف سے روا نرکھی جائیگی اُسوقت تک اُن تحفظات کو جو ایکٹ
اصلاحات مین شامل ہین باقی رکھا جائیگا۔

بنگال کی انقلابی تحریک

اُس انقلابی تحریک پر جو بنگال مین رونما ہوگئی ہی بحث کرچکا ہون
میرے خیال مین اسکی وجہ سے غیر معمولی اشتدادی کارروائی کا اختیار
کیا جانا ضروری تھا، یہ کارروائیان بیکار نہین گئین، مقامی حالت
کی اچھی طرح دیکھ بھال کیجارہی ہے، اور جب [illegible] عام اُن
کارروائیون مین کمی کئے جانے کو حق بجانب تصور کریگا تو ایک

بھی تاخیر نہ کیجائے گی، لیکن اسکا وقت ابھی نہیں آیا ہے۔

فرقہ وارانہ اختلافات

مجھے اس موقع پر ایک سرسری حوالہ اس ناگوار فرقہ وارانہ اختلافات کا دینا ہے، جس سے ہندوستان کے مختلف حصص مین روزافزون تشویش پیدا ہو رہی ہے، ان فسادات نے بعض اضلاع مین نہایت نازک اور ناگوار صورت اختیار کی، اور یہ یاد دلانی کردی کہ مسائل ہند اُس قدر سہل اور سلجھے ہوئے نہین ہین جیسا کہ بعض وقت اصل واقعہ سے بہت زیادہ دور ہو کر خیال کئے جاتے ہین۔

ہندوستان مین اُن سات کروڑ مسلمانون کی موجودگی نے جن کی روایات وخصوصیات مین جنگجویانہ اسپرٹ اور جوانمردی ہے اور صورت حال کی اس نزاکت و دشواری مین مزید اضافہ کردیا جو خود ہی پہلے سے زیادہ تھی، اس صورت حال کا حکومت ہند

ہند اور خود ہمارے دفتر سے نہایت توجہ کے ساتھ مطالعہ کیا جارہا ہے۔

والیانِ ریاست

میں والیان ریاست کے مسئلہ پر بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں اُن کی فیاضی، اُن کی وفاداری اور اُن کی محبت کا امتحان میدان جنگ کے نہایت نازک موقعوں پر ہوچکا ہے اور جسکی مدح سرائی کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ زیادہ معاملات میں اُنکے حقوق کا تعین اُن معاہدات کی رُو سے کیا جاتا ہے جو اسکے قبل ہوئے اور اُن حقوق کے تحفظ کے لئے انھیں معاہدہ کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ زمانہ مستقبل جو کچھ بھی تغیر و تبدل اپنے ہمراہ لائے، لیکن ہم کبھی اپنی ذمہ داریوں کی ادائگی میں اُن کی نسبت کوتاہی نہ کرینگے جو ہماری مصیبت اور آڑے وقت میں کام آئے، اور ہماری شہنشاہیت کے انجام سے مایوس نہیں ہوئے۔

نوآبادیات کے ہندوستانی

مین اس سلسلہ مین اُس مسئلہ کا بھی کچھ ذکر کردینا چاہتا ہون جو کہ نہایت اہم اور باعث تشویش ہو رہا ہے، یعنی ہندوستانی باشندگان کی ہندوستان کے علاوہ دیگر نوآبادیات مین کیا حالت ہے؟ یہ مسئلہ حد سے زیادہ نازک ہے اور ہر شخص کو جو اسپر گفتگو کرے یہ لحاظ کرنا چاہئیے کہ وہ کوئی بے موقع یا بے ڈھنگا جملہ یا لفظ استعمال نہ کرے، بلکہ جو کچھ کہے وہ نہایت احتیاط کے ساتھ کہے۔

مین بلا کسی ایسے مفاد کو صدمہ پہونچائے ہوئے جن کا خیال رکھنا میرے لئے ضروری ہے۔ کہتا ہون کہ سلطنت کے دیگر حصون کو یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ اس مسئلہ سے سلطنت اور ہندوستان کے تعلقات بہت حد تک وابستہ ہین، مین اُنکی دشواریون کو جانتا ہون، اور کوئی مجھ سے زیادہ ان دشواریون کو نہین جانتا

مین اس سے زیادہ کچھ نہین کہتا کہ ہر کارروائی جو وہ اختیار کرین اُس مین اسکی ہر ممکن کوشش صرف کردین کہ کوئی ایسی بات نہو جس سے ہندوستان کے قدیم اور باوقار باشندونکے دل پر چوٹ لگے اور اُنھین کوئی صدمہ پہونچے ۔

ممبران دارالامرا ! اب میری تقریر اور میرا کام قریب قریب خاتمہ کے آگیا ہے ، مجھے گزشتہ چند ماہ مین اپنے معزز دوست گورنر جنرل ہند سے مسلسل مباحثہ وتبادلۂ خیالات کرنیکا موقع ملا ، مجھے اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر ہز اکسلنسی گورنر جنرل ہند کے شکریہ کا موقع دیجیے جن کا نہ صرف مین بلکہ حقیقتاً تمام ملک آج مرہون منت ہے ، اُنھون نے عقلمندی ، ذکاوت ، صحت فیصلہ ، صبر ، اور اخلاق کا ایسے وقت مظاہرہ کیا ، جس موقع پران خوبیون کے مظاہرہ کی سخت ضرورت تھی ، اُنھون نے بلا کسی مایوسی کے بہت سی پریشانیون کا بار اُٹھایا ، اور باوجود

بے انتہا دشواریوں کے اپنی بلند اور سنجیدہ روش کو

قائم رکھا۔

مین نہایت خلوص کے ساتھ توقع کرتا ہون کہ آپ

اپنے خدمات کی تکمیل کے لئے واپس جانے کے بعد اپنے کو

زیادہ قوی اور تندرست پائین گے۔

ہندوستان مین برطانیہ کو کیا کرنا چاہئے؟

مین یہ یقین نہین کرسکتا کہ وہ تقریر جس کو آپ نے دار

الأمراء مین اس قدر صبر کے ساتھ سُنا ہندوستان کے اُن عناصر

کو بھی مطمئن کرنے کا باعث ہوسکے گی جو ہر حالت مین غیر مطمئن

رہنے کے لئے آمادہ اور تُلے بیٹھے ہین۔

لیکن پھر بھی مین یاد دہانی کردینا چاہتا ہون کہ جس طرح

ہم پر رائے دہندگان کی طرف سے جن کی تعداد ستر یا اَسی

لاکھ ہے ایک ذمہ داری ہے اُسی طرح ہم پر پچیس کرور ۲۵۰۰۰۰۰۰

رعایائے برطانوی ہند کی طرف سے بھی جن کے ہم ذمہ دار دلی ہین، ایک ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اسی طرح کچھ ذمہ داری دیسی ریاستون کی سات کرور رعایا کی طرف سے بھی ہم پر عائد ہوتی ہے۔

جب ہم اُس عجیب وغریب تاریخ کا مطالعہ کرتے ہین جس نے دو قومون کو جو نسل، تہذیب اور مذہب ان سب مین ایک دوسرے سے الگ تھے باہم ملا دیا۔ ہم اسکا بھی احساس رکھتے ہین کہ بہت سی فیصلہ کی غلطیان ہو سکتی ہین، اور بعض موقع پر اتفاقی غلطی کا بھی امکان ہو سکتا ہے ان سب کے باوجود ہم اسکے پابند نہین ہین کہ اسکا ہم دعویٰ کرین کہ جو کچھ کام ہمارے سپرد کیا گیا اور جس کا کئی نسلون کے قبل ہم نے چارج لیا تھا اُسی کے انجام دہی مین ہم نے ناقابلیت کا اظہار کیا۔

اس عظیم الشان کام کو ہم نے مسلسل جد و جہد کے ساتھ انجام دیا۔ بہت سے گمنام جانبازون نے اپنی قوت اور زندگی قحط اور مختلف بیماریون کے ناپاک بھوت سے مقابلہ کرتے ہوئے گنوا دی، بہت سے مشہور و ممتاز وائسرایون نے جیسا کہ لارڈ کرزن کی کتاب سے واضح ہوتا ہے اپنے تمام ذرایع امکانی اس مقصد کی انجام دہی مین صرف کر دئے، مبادیات مین جو باتین درج کی گئی ہین وہ اب بھی ناقابل حصول ہین، لیکن سب سے پہلے ہم کو شبہہ کے بھوت اپنے پاس سے بھگا دینا چاہئے ہم نہایت خلوص کے ساتھ آج ہندوستانیون سے اعتماد نیک و اتحاد عمل کی درخواست کرتے ہین۔

مین بے شعوری اور بدسلیقگی کا مجرم ہونگا اگر مین مستقبل کے نقشہ کو بہت باریک یا بہت زیادہ روشن رنگ مین ظاہر کرون، جہان تک پیشین بینی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے وہان

مین ایسا کوئی لمحہ نہین دیکھ سکتا ہون جبکہ ہم اپنی یا خود
ہندوستان کی حفاظت کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی اس ذمہ
داری کو ترک کرسکین -

حضرات! یہ کوئی کھوئی ہوئی حکومت نہین ہے، اور
جب تک کہ خدانخواستہ وہ لحظہ نہ آئے اُس وقت تک یہ کھوئی
ہوئی حکومت نہین ہوسکتی، اور اگر یہ لحظہ کبھی آئیگا تو اُسوقت
جبکہ حکومت برطانیہ پاش پاش ہوجائے گی، ہمارا یہ مقصد ہے
کہ مستقل ارادہ کے ساتھ بلا مضمحل ہوئے پوری توجہ کے ساتھ
ہم ہندوستان کی بہبودی و فلاح کے لئے اُسی طرح سرگرم کار
رہین جس طرح ہمارے آبا و اجداد گزشتہ نسلونکے زمانے
مین سرگرم کار رہے تھے -

اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے ہماری خواہش
اور درخواست ہے کہ آپ اعتماد نیک رکھئے، اگر کوئی ہم سے

محبت سے بات چیت کریگا تو ہم کو بھی اُس کو قبول کرنے مین کوئی پس و پیش نہ ہوگا، کیونکہ یہ مقصد ہمارے دل سے بہت قریب اور عزیز ہے، ہم اب یہ نہین کہتے کہ ہم باعظمت و کثرت ہندوستان کو روپیہ کے لالچ مین پکڑے ہوئے ہین، بلکہ ہم یہ جانتے ہین کہ ملک کی مختلف قومین پہلو بہ پہلو ہو کر ہمارے ساتھ انتظام حکومت مین چلین اور ہاتھ بٹائین، جس سے کہ ہندوستان کی گزشتہ تاریخ کے عظیم الشان اور قابل فخر باب پھر دنیا کی نگاہون کے سامنے کھل جائین

مشرق گورکھپور

یہ ہفتہ وار اخبار ہر پنجشنبہ کو گورکھپور سے شایع ہوتا ہے۔

اسکے خصوصیات حسب ذیل ہین :-

(۱) گورنمنٹ اور رعایا مین محبت پیدا کرانا۔

(۲) ہندو مسلمانون مین اتفاق کی کوشش کرنا۔

(۳) کسی تہوار اور کسی موقع پر اُسنے ۱۹ برس کے اندر تعطیل نہین لی۔

(۴) کسی فحش اور ناپاک اشتہار کو شایع نہین کرتا۔

(۵) حکومت ہند کا وفادار مشیر اور صلاح کار ہے۔

قیمت چھہ روپیہ سالانہ پیشگی لیجاتی ہے۔

مینیجر مشرق گورکھپور

اشاعت اول

پانچ سو جلد